ماہنامہ دختران اسلام لاہور

فروری 2016ء

قائد ڈے مبارک

تو سلامت رہے
تا قیامت رہے

اکیسویں صدی کا عظیم مفکر اور نامور مصلح

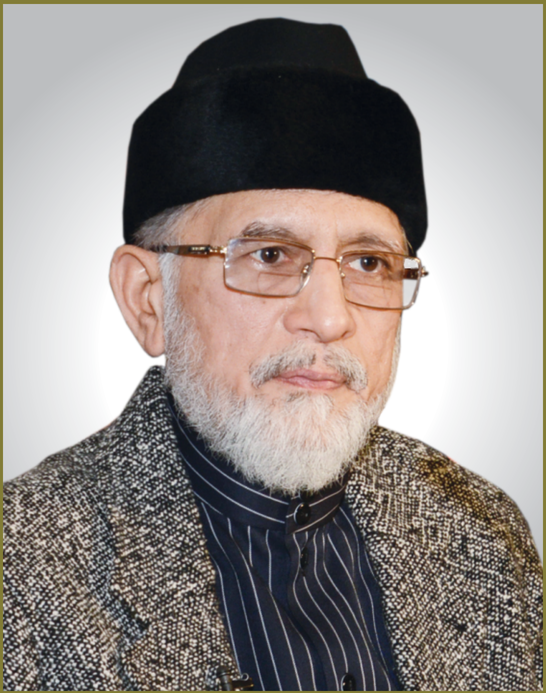

مجدد عصر اور مجالس العلم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا عزم مصمم

میرے قائد تجھے تاریخ سلامی دے گی
آبرو خاک میں بدخواہ کی مل جائے گی

ہم اپنے عظیم قائد **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری** کو ان کی

65 ویں سالگرہ

کے موقع پر

مبارکباد

پیش کرتی ہیں۔

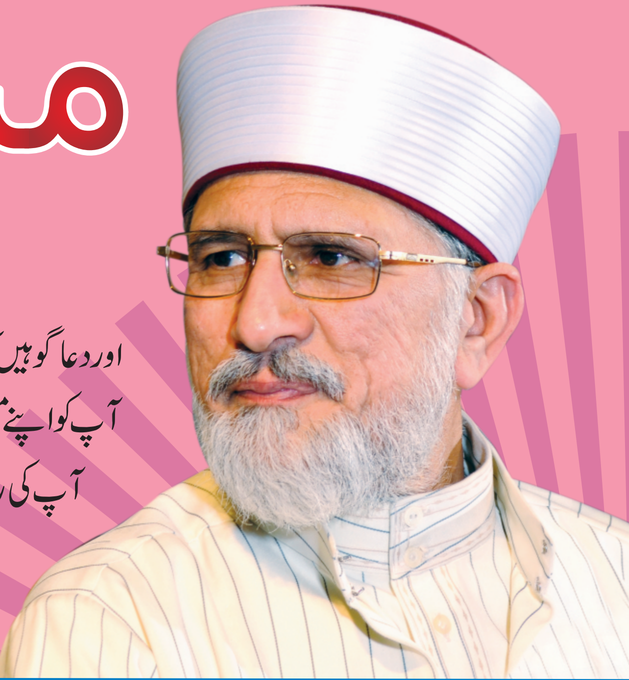

اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عمرِ خضر اور دائمی صحت عطا فرمائے۔
آپ کو اپنے مشن میں سرخروئی و کامیابی عطا فرمائے۔ ہمیں تادم آخر
آپ کی رفاقت میں مشن مصطفوی کی جدوجہد کی توفیق دے۔
آمین

منجانب: **منہاج القرآن ویمن لیگ (یو۔ کے)**

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

جلد: 23 شمارہ: 2 ربیع الثانی / جمادی الاول ۱۴۳۷ھ / فروری 2016ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی
خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
نوراللہ صدیقی
فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصراللہ
راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

فہرس

اداریہ۔۔تو سلامت رہے۔۔۔تا قیامت رہے		5
منہاج یونیورسٹی کے دوسرے کانووکیشن سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب	علامہ محمد حسین آزاد	7
مجددِ عصر اور مجالسِ علم	فریدہ سجاد	13
انقلاب مارچ اور دھرنے کے اثرات	محمد احمد طاہر	21
اکیسویں صدی کا عظیم مفکر	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	31
شیخ الاسلام کا عزم مصمم	نازیہ عبدالستار	42
گلدستہ		46
تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		49

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

فَمَنْ تَابَ مِنْ م بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَاللهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o (المائدة، ۵: ۳۹۔ ۴۰)

’’پھر جو شخص اپنے (اس) ظلم کے بعد توبہ اور اصلاح کرلے تو بے شک اللہ اس پر رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (اے انسان!) کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی (ساری) بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيَبْعَثَنَّ اللهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُوءِ، يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءِ وَلَا شُهَدَاءَ، قَالَ: فَجَثَّى أَعْرَابِيٌّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ حَلِّهِمْ لَنَا نَعْرِفُهُمْ. قَالَ: هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتَّى وَ بِلَادٍ شَتَّى يَجْتَمِعُوْنَ عَلَى ذِكْرِ اللهِ يَذْكُرُوْنَهُ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ كَمَا قَالَ الْمُنْذِرِيُّ.

’’حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہرے پُرنور ہوں گے، وہ موتیوں کے منبروں پر (بیٹھے) ہوں گے، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے، نہ تو وہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی اپنے گھٹنے کے بل بیٹھ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے سامنے ان کا حلیہ بیان فرمائیں تاکہ ہم انہیں جان لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۴۴۰)

حمد باری تعالیٰ

فکر کو تازگی، احساس کو رعنائی دے
نعت کا ذوق جو بخشا ہے، تو گویائی دے

صاحب گنبد خضرا کی جھلک پاجاؤں
ایک لمحہ تو مجھے حاصل بینائی دے

خاک طیبہ میری آنکھوں کو اجالے بخشے
درِ سرکار سے پلکوں کو شناسائی دے

عشق کا گھاؤ کسی طور نہ بھرنے پائے
اے مسیحا! تو مرے زخم کو گہرائی دے

آنکھ کے خشک سمندر کو روانی مل جائے
قلب کے تشنہ صدف کو درِ بطحائیؐ دے

مدحتِ شاہؐ مدینہ ہو زباں پہ ہر دم
دلِ ستار کو محفل میں بھی تنہائی دے

(ستار وارثی)

نعت رسول مقبول ﷺ

جب سے ہے دل میں عشقِ محمدؐ بسا ہوا
میرا یہ دل ہے گلشنِ رحمت بنا ہوا

کیونکر گدا نہ پائے طلب سے بھی ماسوا
میرا کریم جب ہے عطا پر تلا ہوا

شیوہ عطا ہے جن کا انہیں سے سوال ہے
ان کا ہے باب جود ہمیشہ کھلا ہوا

میری بھی آبرو کا انہی پر ہے انحصار
جن کے طفیل خلقِ خدا کا بھلا ہوا

ذوقِ سلیم، شوقِ ثناء حبِّ پنجتن
سب کچھ اسی جناب سے مجھ کو عطا ہوا

ان کا کرم ہوا تو سیاہ کار قطبؔ کا
دامن ہر اک گناہ سے ہوگا دھلا ہوا

(خواجہ قطب الدین فریدی)

تو سلامت رہے۔۔۔تا قیامت رہے

اس کائنات رنگ و بو میں اللہ نے قسم قسم کی مخلوقات خلق کی ہیں اور ہر مخلوق کو کسی خاص صفت کے باعث دوسری مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے۔ ان نمائندہ مخلوقات میں انسان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ ''احسن تخلیق'' کا تاج پہن کر اس دنیا میں نمودار ہوا اور اسکی علمی وجاہتوں کو دیکھ کر ملائکہ سجدہ ریز ہوگئے بلاشبہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ''آدمیت'' کے جوہر تو موجود تھے لیکن رفتہ رفتہ ان میں انس و محبت کے جذبات واحساسات بھی داخل ہوگئے اور آدمیت کے جذبہ سے مالا مال ''آدمی'' انسانیت کے جذبوں سے رونق افروز ہو کر ''انسان'' بن گیا۔ آدمی سے انسان بننے میں اس اشرف المخلوقات کو کتنا عرصہ لگا اس کا احاطہ تو سردست ممکن نہیں لیکن آج کے ''آدمی'' کو ''انسان'' بننے میں شاید سینکڑوں برس درکار ہونگے۔

ان انسانوں میں ایسے چنیدہ افراد ہوتے ہیں جو خود بھی منزل آشنا ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی منزل تک پہنچانے کی صلاحیت اور عزم وحوصلہ رکھتے ہیں اور اس پرخطر راہ میں آکر انہیں اپنے تن، من، دھن کی قربانی بھی دینا پڑے تو وہ اس سے گریز نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی بے لوث، بے غرضی اور انسان دوستی کا وقار آج بھی قائم ہے۔ یہ وہ افراد ہیں جو ذاتی مفادات کو قومی وملی مفادات پر قربان کر دیتے ہیں۔ ان برگزیدہ اور نیکوکاروں کی بدولت انسان اور انسانیت کا وقار قائم ہے اور انہی ذوات مقدسہ کو دیکھ کر فرشتے آج بھی آدمی بننے کی آرزو کرتے ہیں۔

اس پر ہجوم اور نفوس انسانی سے بھری دنیا میں ہر گروہ اپنے اپنے طور پر سرگرم عمل ہے تاہم ایک ایسا فرد اپنے افعال واعمال اور اقوال کی بدولت چشمِ اقوام میں تارا بن کر جگمگا رہا ہے جسے لوگ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے اسمِ گرامی سے موسوم کرتے ہیں۔ اس فرد کے ایک ہاتھ میں قلم ہے جو صفحہء قرطاس پر حق وصداقت کی کہانیاں رقم کر رہا ہے۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں دنیوی شان وشوکت کا علم ہے جو نفوس انسانی کیلئے سمت نمائی کا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ اسکے منہ میں ایسی سیف زبان ہے جو مسلسل دشمنان دین کے حلقوم کاٹ رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جیتا جاگتا معجزہ یہ ہے کہ نہ تو علم وقلم کے بار سے اس شخص کے کاندھے شل ہوتے ہیں نہ اس کی تیغ زبان کی کاٹ میں کمی آتی ہے۔ یہ فرزانہ دنیاوی معاملات سے بے خبر ہوکر دیوانہ وار صحرائے زندگی میں اذان صداقت بلند کر رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عظمت کا راز محض اس امر میں پوشیدہ نہیں ہے کہ وہ ایک عالم باعمل اور شعلہ بیان مقرر ہیں یا وہ ایک صاحب طرز اسلوب نگار مصنف ہیں یا انہوں نے صاحبان فہم و ذکاء سے اپنی تحقیقی وتنقیدی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے یا وہ دنیا کے تخت وتاج کو ٹھکرا کر علمی مسند پر متمکن ہوگئے ہیں بلکہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری میں تین ایسی خوبیاں ہیں جو کسی دوسرے کے نصیب میں نہیں۔ ان کے پاس علم ہے اور اس کے رقیب علمی صلاحیتوں سے بے بہرہ ہیں دوسرا وہ عشق ومحبت رسول ﷺ کی خاطر بھوکا رہ سکتا ہے جبکہ اس کے مدّ مقابل خوردونوش کے رسیا ہیں۔

تیسرا وہ انتظار کر سکتا ہے جبکہ اس کے مخالفین ''نو نقد نہ تیرہ ادھار'' کے قائل ہیں۔ اگر آپ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی پوری زندگی کا منظرنامہ مرتب کریں تو وہ اسی مثلث پر استوار نظر آتے ہیں یعنی علمی استعداد، مقاصد جلیلہ کی خاطر ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کرنا اور خوف و مایوسی سے دامن بچا کر اچھے وقت کا انتظار کرنا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اگر آپ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ہم عصر رقیبوں کا بنظر غائر مطالعہ فرمائیں تو وہ ان تینوں صلاحیتوں کے فقدان کے باعث دنیا میں زبوں حالی کا شکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جسکا مقصد جتنا ارفع ہوتا ہے اس کے اعمال بھی اتنے ہی رفیع الشان ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری معاشرے میں حق و صداقت کی روشنی پھیلانے کے متمنی ہیں۔ وہ اہل دنیا کی نگاہوں میں اسی لیے قدر و منزلت کے حقدار قرار پائے ہیں کہ انہوں نے سچ کی فرمانروائی کی خاطر اپنوں کو بیگانہ اور بیگانوں کو اپنا کرلیا لیکن حق و صداقت کے علم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ بقول شاعر

ے اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش — میں زہر ہلاہل کو بھی کہہ نہ سکا قند

موجودہ صورت حال پر غور کریں تو نوجوان نسل ایک جانب تو مذہب سے متنفر ہو رہی ہے اور دوسری جانب معاشی بدحالی نے اسے منفی حربوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اہل مغرب بھی اس صورت حال کا شکار ہوں لیکن وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی برق رفتار ترقی سے غافل نہیں ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہاں حالات کی خرابی کے باوجود سائنسی ایجادات بھی ہو رہی ہیں اور فکر و نظر کے نئے نئے زاویے بھی اجاگر ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہم ذہنی پستی کا شکار ہوکر محض دقیانوسی خیالات پر اکتفا کر بیٹھے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ہمارا فکری سفر بھی رک گیا ہے اور سائنسی ترقی کی رفتار بھی معدوم ہوگئی ہے۔ اس ابتر اور غیر یقینی صورت حال میں ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی ایسا مسیحا سامنے آئے جو اخلاص کا پیکر بن کر بے سمت نوجوانوں کے سر پر دست شفقت رکھے اور انہیں دینی اور دنیوی تعلیم سے آراستہ کرے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے نوجوانوں کی فکری آبیاری بھی کی اور ان کی سمت نمائی بھی۔ اب تو یہ بات بلا شک و بلا تردد کہی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے فکری تربیت یافتہ نوجوان پوری دنیا میں دین حق اور پیغمبر انسانیت ﷺ کے افکار و نظریات کی تشہیر و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں۔ ان نوجوانوں پر یہ راز منکشف ہو چکا ہے کہ وہی شجر تناور ہوتے ہیں جن کی جڑیں زمین میں پیوست ہوتی ہیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ایک ایسے شجرِ سایہ دار ہیں جن کے سائے میں علم و ادب کے شائقین سستا رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنی زندگی کو انتہائی منضبط طریقے سے بسر کیا ہے اور انکے وضع کردہ جلیل القدر کاموں کو دیکھ کر گمان گزرتا ہے کہ یہ ایک فرد نہیں بلکہ مستقل ادارہ ہے اور اب تو صورت حال یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے افکار و نظریات نے سینکڑوں طاہرالقادری پیدا کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے۔

ے اے میرے قائد تو سلامت رہے — تا قیامت رہے

منہاج یونیورسٹی کا دوسرا کانووکیشن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد   معاونت: نازیہ عبدالستار

منہاج یونیورسٹی کے اس دوسرے کانووکیشن میں جامعۃ الازہر سے تشریف لانے والے مہمانوں کو میں اپنی طرف سے پوری یونیورسٹی کے پروفیسرز، وائس چانسلر اور نائب رئیس الجامعہ اور ڈین آف فیکلٹیز اور جملہ اساتذہ کرام اور گرلز کالج کی پرنسپل، ڈین اور طلبہ و طالبات سب کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ منہاج یونیورسٹی اور جامعۃ الازہر یہ دونوں اپنے فکر کے اعتبار سے جڑواں بھائی ہیں۔ دنیا کی ان دو جامعات کی بنیاد ''الوسطیۃ'' پر ہے یعنی اعتدال اور میانہ روی پر مبنی اس کی فکر ہے اور اس میں عقیدہ صحیحہ ہے۔ دونوں کی سمت ایک ہے اسلوب ایک ہے۔ اس وجہ سے ہماری جامعہ اور جامعۃ الازہر کو ایک فطری مناسبت، موافقت اور مطابقت کی وجہ سے جوڑ دیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے دونوں معزز مہمان جامعۃ الازہر کے جید شیوخ کو میرا سلام، میری نیک تمنائیں پہنچائیں۔

میں چاہتا ہوں کہ آج طلبہ اور طالبات سے ادب علم کے حوالے سے چند ضروری باتیں کروں۔ ان نصیحتوں کو سن کر اپنے لئے زندگی میں کشادہ اور روشن راستے بنائیں۔ علم، اللہ رب العزت کی ایک عظیم نعمت ہے جس کی قدر و قیمت کا ہمیں آج کی اس مادی دنیا میں اندازہ صحیح طور پر نہیں رہا۔ علم ایک ایسی دولت ہے اور ایک ایسا خزانہ ہے جس سے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب کو مزین فرمایا ہے۔ آدم علیہ السلام پہلے نبی کے طور پر مبعوث ہوئے۔ جہاں سے انسانیت کی تاریخ کا آغاز ہوا اور قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ان کی اعلیٰ اور ایک نمایاں فضیلت اور ملائکہ پر ان کی فوقیت، ان کی فضیلت اور ان کی عظمت کا ذکر کیا ایک ہی فضیلت کو چنا اور وہ فضیلت علم تھی اور فرمایا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا . (البقرہ، ۲: ۳۱)

''اور اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو (اشیاء کے) نام سکھادیئے''۔

لہذا انہیں فضیلت علم کے باعث اپنی خلافت اور نیابت کا اور انسانیت کی قیادت کا حقدار بنایا۔ اسی آیت کریمہ میں مذکورہ الفاظ کے آخر پر فرمایا: یہ کلمہ اس علم کی شان، اس میں احاطہ اور استیعاب ہے۔ علم اس

وقت کامل ہوتا ہے جب وہ بہت سی ضروری چیزوں کا احاطہ کرے۔ اس میں جامعیت ہو، وہ کثیرالجہات ہو اور اس کے اندر کلیت (Totality) ہو جبکہ ہمارے ہاں قدیمیت اور جدیدیت کی تفریق آ گئی ہے۔ یہ مذہبی Religious اور غیر مذہبی Secular کی جو تقسیم ہے اس تقسیم نے دونوں سمتوں کو اپنی رائے، اپنی تحقیق اور اپنے فیصلے میں ناقص بنادیا ہے۔ اس سے حکمت خارج ہوگئی ہے۔ اس سے Wisdom کو نقصان پہنچا ہے۔ اب علم رہ گیا ہے حکمت نہیں رہی کیونکہ ایک اعلیٰ فیصلہ کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ آپ مسئلہ کی تمام جہتوں کو دیکھیں اور ان کا احاطہ کریں۔ آپ تبھی دیکھیں گے اور احاطہ کریں گے۔ جب ان کو سمجھتے ہوں گے۔

اگر ایک آدھ برانچ کا علم ہوگا باقی شعبہ ہائے علم پر ادراک اور احاطہ نہیں ہوگا تو آپ کبھی زندگی میں اپنا نکتہ نظر دینا چاہیں گے تو وہ درست نہیں ہوگا اس میں کئی خطائیں، کئی کمزوریاں اور کئی نقص رہ جائیں گے۔ امت اسی خرابی کا شکار ہوئی ہے۔ الحمدللہ منہاج یونیورسٹی میں ہم نے جدید اور قدیم علوم کو جمع کیا۔ سیکولر اور Spiritual کو جمع کیا۔ ہم ان چیزوں کے کوئی خالق اور موجد نہیں ہیں۔ دراصل ہم تو صحیح سمت آئے ہیں۔ جب برٹش رول آیا تو انہوں نے مسلم امہ کے علاقوں میں علم کو تقسیم کردیا تھا۔ دین کو تبدیل کرکے مذہب بنادیا۔ کچھ لوگ مذہب کے علم کے لئے مسجدوں اور مدارس میں جائیں تاکہ ان کو دنیا کی کچھ خبر نہ ہو اور کچھ لوگ سکول، کالج اور یونیورسٹی میں جائیں اور ان کو دین کی تعلیمات کی کچھ خبر نہ ہو، اس طرح ایک Conflict پیدا ہوجائے گا۔

اللہ رب العزت نے اس خرابی کا بھی علاج دیا۔ پہلے جملے میں جو فرمایا: **علم آدم الاسماء کلھا** یعنی ہم نے جو آدم کو تمام ناموں کا علم عطا کیا۔ وہ کلیت کا علم تھا۔ اس علم میں وسعت تھی۔ وہ علم کثیرالجہات تھا جو تمام ضروری امور کا احاطہ کرتا تھا۔ یہ سلسلہ انبیاء کی ابتداء تھی اور ایک اس کی انتہاء ہے جب اللہ پاک نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے علم کا آخری ایڈیشن (قرآن) عطا کیا تو اس میں بھی فرمایا **تبیانا لکل شئی** اس میں ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: تفصیل کل شئی یعنی ہم نے اس میں ہر چیز کی تفصیل دے دی ہے اور فرمادیا:

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ وَکَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا. (النساء، ۴: ۱۱۳)

''اور اس نے آپ کو وہ سب علم عطا کردیا جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے''۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو کلی علم عطا کیا خواہ اس کا تعلق انسانی حیات سے ہے۔ خواہ حیوانی حیات سے ہے۔ خواہ عالم نباتات سے ہے۔ خواہ عالم جمادات سے ہے۔ خواہ کائنات کے کسی شعبہ سے ہے۔ خواہ ماضی سے متعلق علم ہے۔ خواہ وہ حال سے متعلق علم ہے۔ خواہ مستقبل سے متعلق علم ہے۔ خواہ وہ انسانی نفسیات ہے۔ خواہ وہ سائنس ہے۔ خواہ اینا ٹومی ہے خواہ وہ ایمبر یالوجی ہے خواہ وہ

بائیالوجی ہے خواہ وہ بوٹنی ہے خواہ وہ فزکس ہے خواہ وہ الیکٹروفزکس ہے خواہ سپیس اینڈ ٹائم کا علم ہے۔ خواہ وہ میڈیکل سائنسز کا علم ہے خواہ وہ سیلز کا علم ہے۔ خواہ وہ مائیکرو بائیالوجی ہے خواہ وہ ٹیکنالوجی کا شعبہ ہے خواہ کوئی شعبہ ہے۔ اب میں نے سائنسز کے جتنے بھی ٹرم بولے ہر ایک ٹرم کے پیچھے میرے ذہن میں ایک حدیث ہے۔ میں ایک محتاط شخص ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں میرے پاس اس کی سند اور ثبوت ہونا چاہئے۔

جتنی اصطلاحات ہیں کتب حدیث میں ان کا باقاعدہ ثبوت ملتا ہے جیسے کلینکس، جدید ٹیکنالوجی، موٹرگاڑیوں، جہازوں اور ان کے لاز، ایروسپیس، ایمبر یالوجی (علم الجنین) پر کہ بچہ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے میڈیکل سائنس میں غلطی کو دور کیا کہ باپ کا سپرم آتا ہے اور ماں کی طرف سے اووم آتا ہے جو جوائنٹ کرتے ہیں اور ان کے ملنے سے زائیگوٹ بنتا ہے۔ وہاں سے بچے کا آغاز ہوتا ہے۔ آج سے دوسو سال پہلے تک ویسٹرن میڈیکل سائنس مفروضے پر قائم تھی۔ سائنسز کے دوسکول آف تھاٹ تھے ایک کہتا تھا کہ بچے کی تخلیق شروع میں باپ کے سیل میں ہوتی ہے۔ دوسرا کہتا تھا کہ ماں کے ایگ میں یعنی اووم میں ہوتا ہے۔ یہ دو اینگل تھے۔

جب حضور ﷺ تشریف لائے تو کئی صدیاں بعد تک یورپین میڈیکل سائنس میں یہی علم رہا۔ دو سو سال قبل جاکر یہ تھیوری تبدیل ہوئی۔ بتانا یہ چاہتا ہوں جس زمانے سائنس ٹھوکریں کھاتی رہی اس ٹھوکریں کھانے سے چودہ سو سال قبل ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہے اور متفق علیہ ہے۔ اور یہ سوال اس دور میں ہورہا ہے جس وقت پوری دنیا میں یہ علم تھا کہ بچہ ماں کے خون سے پیدا ہوتا ہے۔ اب وہ یہودی تصور کررہا ہوگا کہ ایسا ہی جواب دیں گے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا نہیں جو تم سمجھتے ہو یا دنیا سمجھتی ہے وہاں سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ یہ باپ کے سیل اور ماں کے سیل کے میلاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ علم حدیث میں آ گیا۔ یہ ویسٹرن سائنس کے پاس نہیں تھا جو آقا علیہ السلام کے فرمان کے بعد بھی 12 سو سال تک غلطی میں رہی۔ اب سائنس درست نالج پر پہنچی۔ جب اس کے علم کا کمال اور درستگی آئی تو اس نے وہ فیصلہ کیا جو پندرہ سو سال آقا ﷺ بتاچکے تھے کہ بچے کی پیدائش اس طرح ہوتی ہے۔

لہذا رحم مادر میں بچے کی تخلیق کے جو مراحل آج سائنس کو معلوم ہوئے وہ حضور ﷺ نے چودہ صدیاں قبل بیان کردیئے۔ یہ تو میں نے برسبیل تذکرہ ایک مثال بیان کردی یہ سمجھانے کے لئے کہ علم کامل وہ ہے جس میں استیعاب اور احاطہ ہو۔ وہ ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہو۔ ہر پہلو ظاہر پر بھی باطن پر بھی، جسم کی ضروریات پر بھی، روح کی ضروریات پر بھی انفس و آفاق پر بھی حاوی ہو۔ یہ علم اللہ رب العزت نے انبیاء کے ذریعے اس امت کو دیا ہے مگر بدقسمتی سے امت اس علم سے صحیح طور پر فائدہ نہیں اٹھارہی۔۔ جب تک فائدہ اٹھاتی رہی

کامیاب و کامران رہی جب فائدہ اٹھانا چھوڑ دیا تب سے وہ محتاج اور منگتی اور بیکاری بن گئی۔ لہٰذا وقت کی ضرورت ہے کہ ہم علم کی کلیت اور کاملیت کی طرف پلٹ آئیں۔

منہاج یونیورسٹی کو تشکیل اور قائم کرنے کی بنیادی وجہ اسی علم کلی کا حصول ہے اب یہ طلباء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کتنی محنت کرتے ہیں۔ گھر بیٹھنے سے یہ علوم نہیں مل جائیں گے۔ اساتذہ، ڈین، پروفیسرز کی ذمہ داری ہے کہ وہ علم کی صحیح سرپرستی کریں۔ علم کو پروفیشن اور بزنس نہ سمجھا جائے۔ تمام اساتذہ جو یہاں موجود ہیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ پوری امت میں جن کو اللہ تعالیٰ نے استاذ، مدرس، شیخ اور ٹیچر ہونے کا منصب عطا کیا ہے۔ یہ منصب اللہ کا ہے فرمایا: **علمک مالم تکن تعلم** فرمایا: محبوب آپ کو اللہ نے سکھایا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا یہ معلم ہونا یہ خدائی منصب ہے۔ یہ مصطفائی منصب ہے۔ جن کو یہ منصب ملا ہے اس سے بڑی عزت کی کوئی چیز کائنات میں نہیں۔ اس لئے کہ اس علم کی سرپرستی ہونی چاہئے۔ علم آگے تب بڑھتا ہوتا ہے جب سرپرستی ہو۔ حضور ﷺ نے بھی علم کی باقاعدہ اور پریکٹیکلی سرپرستی فرمائی۔ یہ نہیں کہ صرف علم کی ترغیب دے دی اور علم کی اہمیت بیان کی یا امت کو علم کی طرف بلایا۔ صرف یہ کام نہیں کیا بلکہ عملاً سرپرستی فرمائی۔

میری کتاب انگلش میں ہے Muhammad the Peace Maker اس کے اندر اس سے متعلق پورا باب ہے۔ میں اس کے نمونے سرخیوں کے طور پر پیش کرتا ہوں جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس طرح سرپرستی فرمائی۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے ایک ایجوکیشن سسٹم وضع کیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد ایجوکیشن سسٹم کو مدینہ میں نافذ کیا اور جہالت کے خاتمے اور لوگوں کو ایجوکیٹ کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات اٹھائے۔ لوگوں میں مختلف طرح کے Skills پیدا کرنے کے لئے ٹیچرز اور ٹریزز کو مقرر کیا۔ اتنی سرپرستی فرمائی آپ اندازہ کریں کہ جب ستر قیدی غزوہ بدر میں آئے جن کے پاس رہائی کی رقم نہیں تھی۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے مدینہ کے دس دس بچوں کو پڑھا دو تمہیں بلاقیمت رہا کر دیا جائے گا۔

حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک بورڈنگ سکول بنایا۔ ایک ایسا سکول اور ایک ایسا کالج قائم فرمایا یا ایک ایسی جامعہ قائم فرمائی جس میں طلباء رہائش رکھتے اور آپ ﷺ ان کو تعلیم دیتے۔ سات سو سے لے کر ایک ہزار تک طلباء اس تعلیمی اور تربیتی سکول میں تھے۔ جو دور قبائل تھے یا مدینہ پاک کے اردگرد جتنی آبادیاں تھیں ان میں جو تعلیم حاصل کرنے مدینہ پاک نہیں آسکتے تھے ان کے لئے حضور ﷺ نے ٹیچرز اور ٹریزز کی تقرری فرمائی اور ان کو دور قبائل میں بھیجا۔ ایک مرتبہ ستر ٹیچرز بھیجے جن کو کفار نے دھوکے سے شہید کر دیا مگر پھر بھی آپ ﷺ دلبرداشتہ نہیں ہوئے۔ دور دور قبائل میں ٹیچرز بھیجتے رہے تا کہ ان کے قبائل میں جا کر انہیں پڑھائیں اور جو قبائل

اور آبادیاں مدینہ شہر کے قریب قریب تھیں ان کو ہدایات جاری فرمائیں کہ وہ مدینہ شہر کے قریب شفٹ ہو جائیں تا کہ وہ بآسانی جو سکول شہر مدینہ میں قائم ہوئے ہیں ان میں آکر استفادہ کر سکیں۔

حضور ﷺ نے مرکزی سکول صفہ کے علاوہ شہر مدینہ میں مختلف علاقوں میں مزید 9 سکول قائم کئے۔ جبکہ شہر چھوٹا سا تھا۔ آپ ﷺ نے سٹڈی سرکلز کا آغاز کروایا۔ حدیث پاک میں ہے کہ مسجد نبوی میں آقا علیہ السلام نکلے کہ دو حلقات (سرکل) تھے۔ ایک حلقۃ الذکر تھا ایک حلقۃ العلم تھا۔

حضور ﷺ خود علم کے حلقے میں جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: مجھے اللہ نے علم دینے والے کے طور پر مبعوث کیا ہے یعنی علم کی حوصلہ افزائی فرمائی پھر حضور ﷺ تعلیمی سرگرمیوں کو خود کنٹرول کرتے اور یہ بھی دیکھتے کہ کیا پڑھایا جا رہا ہے؟

ایک دن آپ ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک میں آواز سنی کہ مسجد نبوی کے حلقے میں کچھ لوگ ایسے مضمون پر بحث کر رہے ہیں جو ابھی Discuss کرنے کے قابل نہیں تھا۔ آپ باہر تشریف لے آئے اور ان کو منع فرمادیا کہ خبردار اس چیز کو ابھی تم بحث میں نہ لاؤ کیونکہ ابھی تمہارے پاس اس کی مکمل معلومات نہیں ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ پہلی امتیں بھی ایسے مسائل میں الجھ کر گمراہ ہوگئیں۔

اسی طرح شرح خواندگی کو بھی آقا علیہ السلام نے بڑھایا اور پہلی مرتبہ تجارتی لین دین کے سلسلے میں تحریری ریکارڈ بھی شروع کروایا۔ قرآن مجید میں اس کی باقاعدہ آیت اتری۔

يٰٓـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ ‌ؕ وَلۡيَكۡتُبْ بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبٌ ۢ بِالۡعَدۡلِ . (البقرہ، ۲: ۲۸۲)

’’اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک کے لیے آپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور تمہارے درمیان جو لکھنے والا ہو اسے چاہیے کہ انصاف کے ساتھ لکھے‘‘۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے تحریری کام کو مزید وسعت دی اور اس کا سکوپ بڑھا دیا۔ اس طرح دو سو انتیس لیٹرز اور معاہدات اور آفیشل ڈاکومنٹس جس پر حضور ﷺ کی مہر تھی وہ جاری کئے گئے۔ 10 سال کے عرصہ میں اس کے علاوہ بھی مسلم کمیونٹی کے لئے 255 انٹرنیشنل ڈاکومنٹس، ہدایات اور ڈپلومیٹک ڈاکومنٹس جاری کئے۔ جن پر باقاعدہ آقا علیہ السلام کی مہر ہے۔ ان سب کو ملا کر تقریباً 700 ڈاکومنٹس ہیں جو آقا علیہ السلام نے اپنی مہر کے ساتھ جاری کئے اور لیٹرز بھی بھیجے۔

لہذا لکھنے پڑھنے اور تحریری ریکارڈ رکھنے کا کلچر آقا علیہ السلام نے بنایا اور تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے

کہ سب سے پہلی شخصیت قریش اور حجاز میں سے آپ ﷺ ہیں جنہوں نے خط پر مہر لگانے کا آغاز کیا تاکہ ثابت ہو کہ یہ آفیشل ڈاکومنٹ ہے۔ پھر حضور ﷺ نے ریسرچ ورک کا آغاز کیا۔ تحقیق کرنے کا کلچر پیدا کیا اور صحابہ کرامؓ کو مختلف مضامین کے لئے تخصص کروایا۔ ہر ایک پہلو پر ان کی تعلیم و تربیت کی اور اصلاح فرمائی۔ اس چیز کی اصل حضور ﷺ کی سنت سے نظر آتی ہے۔ جیسے سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا:

جو قرآن پڑھنا چاہے وہ ابی بن کعبؓ کے پاس جائے (کیونکہ وہ اس کا سپیشلسٹ ہے) جو فقہ پڑھنا چاہے اور جو حلال و حرام کو جاننا چاہے وہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس جائے (وہ اس کا سپیشلسٹ ہے) جو فرائض اور وراثت کے بارے میں معلومات لینا چاہے وہ حضرت زید ابن ثابتؓ کے پاس جائے (وہ اس کا سپیشلسٹ ہے) اور فرمایا: جو کوئی فنانس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہے وہ میرے پاس آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ السلام نے باقاعدہ سپیشلائزیشن کا کلچر قائم کردیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے نصابات وضع کئے جو کچھ مضامین پڑھائے جاتے تھے ان کی صحابہ کرامؓ کو ٹیچنگ ہوتی تھی اور باقاعدہ آقا علیہ السلام ان کو تعلیم دیتے تھے۔ اس میں ریڈنگ بھی تھی۔ اس میں ان کی وضاحت بھی تھی۔ اس میں لاء بھی تھا اس میں اخلاقیات بھی تھیں اس میں عمرانیات تھیں۔ اس میں نیزہ بازی تھی اس میں تیراکی تھی، اس میں حساب کا علم تھا، علم الوراثت بھی تھا۔ میڈیسن بھی تھی ایسٹرانومی تھی، ایگریکلچر تھا، ٹریڈ تھی، کامرس تھا یہ وہ سبجیکٹ تھے جو مسجد نبوی میں آقا علیہ السلام نے خود صحابہ کرامؓ کو پڑھائے اور ان کے ذریعے امت تک پہنچے۔ اس سے علم کو فروغ ملا۔ اس طرح بالخصوص خواتین کی تعلیم کا حضور ﷺ نے بندوبست کیا۔ پڑھی لکھی خواتین کو بطور ٹیچر مقرر کیا۔ خود بھی ایک دن مقرر کرکے خواتین کو تعلیم دیتے تھے۔

یہ چند نمونے میں نے اس لئے بیان کئے کہ آپ اندازہ فرماسکیں کہ علم کی عملاً سرپرستی حضور ﷺ نے کس قدر کی ہے۔ یہ وہ سرپرستی تھی جس کے باعث ایک صدی کے اندر اندر وہ عرب جنہیں ان پڑھ کہتے تھے وہ ایک صدی میں پوری دنیا کی نگاہوں کا مرکز بن گیا۔ دو سو سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ شرق سے غرب تک یورپ کی دنیا عالم اسلام کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے آنے لگی۔ امت کو کس نے اس قابل بنادیا خواہ وہ بغداد کی سرزمین تھی خواہ وہ قرطبہ تھا خواہ وہ دمشق تھا۔ خواہ وہ غرناطہ تھا۔ خواہ وہ نیشاپور تھا۔ خواہ وہ حجاز تھا۔ خواہ وہ خراسان تھا۔ خواہ سپین تھا جہاں بطور خاص یونیورسٹیاں کھل گئی تھیں جو سرپرستی حضور ﷺ نے فرمائی وہ سرپرستی بعد کے ادوار میں مسلم رولرز کی طرف سے جاری رہی۔

(جاری ہے)

مجدد عصر اور مجالس العلم

مسز فریدہ سجاد

معلم انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت تک) میری امت میں ہر صدی کے آخر میں ایسی شخصیت کو پیدا فرماتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گی۔ (أبوداؤد، السنن، کتاب الملاحم، باب ما يذكر في قرن المائة، ٤: ١٩٠، رقم: ٤٢٩١)

بلاشبہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا شمار بھی ایسی نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنے دور میں دین اسلام کی ایسی خدمت کی جو آئندہ سو سال تک کی ضروریات کو پورا کرتی رہے گی۔ سینکڑوں مختلف النوع موضوعات پر خطابات اور تصانیف کے ذریعے شیخ الاسلام نے امت مسلمہ کو وہ ذخیرہ علم دیا ہے جس نے نہ صرف پچھلے سو سال کی کمی کو پورا کیا ہے بلکہ مستقبل میں بھی عرصہ دراز تک ہماری نسلوں کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

اگرچہ پوری دنیا میں لاکھوں لوگ انہی خطابات اور تصانیف سے مستفید ہوکر اپنی علمی تشنگی کو سیراب کر رہے ہیں اور اپنے اعمال، احوال، اخلاق بدل رہے ہیں لیکن اگر کوئی آج شیخ الاسلام سے متعارف ہو تو اُس کے ذہن میں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ وہ دین اسلام کے مختلف گوشوں پر موضوعات کا احاطہ کیسے کرسکتا ہے، مجالس العلم اسی سوال کا شافی جواب ہے۔

شیخ الاسلام نے فرمایا: جو لوگ آج منہاج القرآن سے وابستہ ہو رہے ہیں اور انہوں نے میرے خطابات نہیں سنے۔ تو مجالس العلم کی اِس لیکچر سیریز میں سمندر کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے، یہ خطابات اس لحاظ سے بھی جامع اور ہمہ جہت ہیں کہ ان کا سامع سینکڑوں کتب کے مطالعہ سے بری ہو جاتا ہے۔ اُسلوب بیان اتنا عام فہم اور بلیغ ہے کہ ایک عام سامع سے لیکر پی ایچ ڈی اسکالرز تک کو قابل فہم، علوم و معارف عطا کرتا ہے۔

راقمہ الحروف کو ان مجالس میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا تو خیال آیا کہ یہ موضوعات اتنے اہم ہیں کہ آج کے دور میں ان سے نابلد ہونا بہت بڑی محرومی ہوگی۔

چنانچہ اس مضمون میں اب تک ہونے والی مجالس العلم کے کچھ اہم نکات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں تا کہ انہیں ان اہم خطابات کی وسعت علمی کا ادراک ہوسکے اور وہ ان کو خود سن کر ان خطابات سے رہنمائی حاصل کرسکیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہر مجلس علم کے ساتھ اس کا متعلقہ CD نمبر دیا گیا ہے تا کہ استفادہ کرنے میں آسانی ہو۔

پس منظر

شیخ الاسلام نے کم وبیش چار پانچ سال قبل COSIS اور MCW کے طلباء وطالبات، ملک بھر کی دینی جامعات، دارالعلوم اور علمی اداروں کے طلباء وطالبات کے لیے اور بعد ازاں اہل علم (علماء، اساتذہ، معلمین، متعلمین اور مستفیدین) کی راہنمائی کے لیے چار پانچ بنیادی ضروری علوم اصول العقیدہ، اصول العلم، اصول الحدیث، اصول ادب پر عربی میں کتب لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ملکی وبین الاقوامی مصروفیات اور بوجہ علالت یہ کتب منظر عام پر نہ آسکیں جبکہ ان پر بنیادی کام مکمل ہو چکا ہے۔

الحمد للہ شیخ الاسلام کی صحت پہلے سے بہتر ہے لہذا انہوں نے ان کتب کی تکمیل کے ساتھ ساتھ جامعہ کے طلباء و طالبات، علماء اور جمیع طالبانِ علم کے لیے ہفتہ وار درس وتدریس کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ کیا، یہی اِس کا بنیادی سبب تھا۔ علاوہ ازیں آپ کے یورپ میں الہدایہ کے عنوان سے، برمنگھم میں دورہ صحیح بخاری و مسلم اور دورۂ صحیحین کے عنوان سے اور حیدر آباد دکن (انڈیا) میں اصول الحدیث کے عنوان سے دروس اور کیمپس ہوئے۔ اُن میں شریک کثیر سامعین نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی درخواست کی۔ جو اس کا دوسرا سبب بنا۔

تیسرا سبب دنیا بھر کے وہ لوگ بنے جو علم کے متلاشی تھے، تحریک منہاج القرآن کے رفقاء و وابستگان تھے جنہوں نے شیخ الاسلام سے تعلیم وتدریس کا باقاعدہ سلسلہ شروع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے محسوس کیا کہ ان کو تشنگی ہے، راہنمائی کی ضرورت ہے ان اسباب کے پیش نظر آپ نے جو سلسلۂ تعلیم، سلسلۂ تدریس اور سلسلۂ تربیت شروع کیا۔ اس کا عنوان قرآنی آیت سے اخذ کر کے ''مجالس العلم'' رکھا۔

مجالس العلم کی فضیلت و اہمیت

شیخ الاسلام نے اس نشست میں مجالس العلم کی فضیلت و اہمیت کو قرآن حکیم سے ثابت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مجالس العلم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ (اپنی) مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو کشادہ ہو جایا کرو اللہ تمہیں کشادگی عطا فرمائے گا اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ تو تم کھڑے ہو جایا کرو، اللہ اُن لوگوں کے درجات

بلند فرما دے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم سے نوازا گیا، اور اللہ اُن کاموں سے جو تم کرتے ہو خوب آگاہ ہےo'' (مجادلہ، ۵۸:۱۱)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے مجالس العلم کی فضیلت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ ان مجالس سے خیر اور درجات کی بلندی تب حاصل ہو گی جب ان سے ایمان اور علم حاصل ہو۔ پھر اللہ پاک نے درجات کی بلندی کو مجالس کے ساتھ متعلق کر کے فرمایا:

اللہ اُن لوگوں کے درجات بلند فرما دے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم سے نوازا گیا۔

پھر آپ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان مجالس کی نشاندہی بھی کی جن میں بیٹھنے والوں کے ایمان اور علم میں اضافہ ہوتا ہے اور ایسے ہم نشینوں کی بھی صفات بیان کیں جن کے ساتھ مل بیٹھنے سے علم میں اضافہ، گناہوں کی بخشش اور درجات میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔

آپ نے نہایت خوبصورت انداز میں صحبتِ صلحاء کی اہمیت کو اجاگر کیا کہ نیک اور صالح افراد کی زیارت انسانی جسم اور روح پر کیا اثرات مرتب کرتی ہے۔ اس کے لیے آپ نے مختلف مثالیں بیان فرمائیں کہ جس طرح پھولوں کی خوشبو سے طبیعت میں فرحت پیدا ہوتی ہے۔ اچھے قدرتی مناظر کو دیکھ کر طبیعت کا بوجھ کم ہوتا ہے اور جسم کو فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح کسی نیک، متقی انسان کو دیکھنے سے، اس کی مجلس میں بیٹھنے سے، وہی خوشگوار اثرات روح پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ پھر اس حقیقت کو بھی واضح کیا کہ اچھی اور بری مجالس کے اثرات انسانی جسم، روح اور اعمال پر کس طرح مرتب ہوتے ہیں اور احادیث مبارکہ کے ذریعے ان مجالس کی نشاندہی بھی فرمائی کہ ہم کیسی مجالس میں شرکت کریں؟ ہم نشین کا انتخاب کیسے کریں؟

علم کی فضیلت و اہمیت

شیخ الاسلام نے مجالس العلم کی اس نشست میں علم کی فضیلت اور اہمیت پر زور دینے کا اہم سبب یہ بیان کیا کہ ہماری زندگیوں میں مشرق ہو یا مغرب مادیت کا غلبہ ہوتا جا رہا ہے اور علم صحیح کا کلچر، علم کی طرف رغبت، علم کا شغف، علم کا استعمال اور علم کا اشتغال almost ختم ہونے کی طرف ہے۔

جدید ٹیکنالوجی آ گئی ہے جس کو جو چیز چاہیے وہ کمپیوٹر اور دیگر ذرائع استعمال کر کے ان پر اکتفاء کرتا ہے۔ صرف کمپیوٹر پر اکتفاء کرنے سے علم کے باب میں بہت دھوکے ہوتے ہیں کمپیوٹر پر لوگ آرٹیکلز لکھتے ہیں۔ موضوعات پر اپنی تحقیق لکھتے ہیں مگر اصل مصدر اور منبع تک کسی حواشی، شروح، امہات کتب، علم کے اصل مصادر، ماخذ اور منابع تک رسائی نہیں ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے علم کا کلچر ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اور انسان جدید ٹیکنالوجی کا

محتاج ہو کر رہ گیا ہے لہٰذا آپ نے مجالس العلم کے ذریعے طلباء و طالبات، علماء، تشنگان علم اور طالبان علم میں یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جو علم کا کلچر ہمیں اپنے قدماء، بزرگوں اور اکابر سے نسل در نسل منتقل ہوا اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ صاحب علم کی زندگی اور قوموں کی ترقی علم میں ہے۔

اس لیکچر میں علم کی فضیلت سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۳ سے ثابت کرنے کے ساتھ یہ بات بھی Establish کی کہ محض عبادت گزاری نیابت الٰہیہ کا باعث نہیں بنتی۔ اسی طرح علم بغیر صالحیت اور بغیر عبادت بھی نیابت کا باعث نہیں بنتا۔

پھر علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے الکتاب کہہ کر علم کا Title اپنے کلام قرآن کو دیا۔ جو علم کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ منبع علم ہے اس میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔ قرآن کو کتاب کا Title اس لیے دیا گیا کہ علم کا کلچر پیدا ہو تا کہ مسلمان کتاب سے مانوس ہو کیونکہ یہ کتاب منبع علم اور منبع ہدایت ہے۔

اس کے ساتھ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ٦٦ میں ان دو لوگوں کی بھی نشاندہی کی جو علم کا Misuse اور اس کو exploit کرتے ہیں ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

پھر سورہ الکہف کی آیت نمبر ٦۵ کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کو علم کن ذرائع سے حاصل ہوا اور اسی علم کی بدولت وہ کس مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے اس کو تفصیلاً بیان کیا۔

علاوہ ازیں آپ نے علم کی تعریف اور مدارج بیان فرمائے کہ وہ کون سے مدارج ہیں جنہیں طے کر کے علم کامل ہوتا ہے۔ آپ نے ان مدارج کے تحت بڑی تفصیل سے سفر علم کو بیان کیا۔ سفر علم: جہل + وہم + شک + ظن + یقین = علم۔

حصولِ علم کے ذرائع

اس لیکچر میں شیخ الاسلام نے ائمہ اعلام، علمائے کبار کی کتب سے، ان کی تصریحات سے اور ان کی تحقیقات کی روشنی میں علم کی اقسام اور اس کے ذرائع تفصیلاً بیان کیے اور علاوہ ازیں مستند کتب کے حوالہ جات مجلس علم سے مستفید ہونے والوں کے لیے شامل کیے جو درج ذیل ہیں:

امام البغدادی کی کتاب اصول الدین، امام الجوینی کی الارشاد، امام نسفی کی تبصرة الادلة، امام بزدوی کی اصول الدین، امام رازی کی المحصول، امام الماتریدی کی التمہید فی اصول الدین، امام تاج الدین سبکی کی جمع الجوامع۔ بے شمار کتب ہیں جو علم کے باب میں اپنے اپنے طریقے سے بحث کرتی ہیں مگر آپ نے بہت سارے حقائق کو جمع کر کے ایک منفرد انداز سے یہ subject ہمارے سامنے رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے علم کے مختلف ذرائع، وسائط، وسائل اور طریقے بنائے ہیں۔ علم الکلام میں یا علم اصول الدین میں اُن کو علم کے لیے الطرق الموصلہ کہا جاتا ہے۔ علم کی دو اقسام ہیں۔

ا۔ علم قدیم (خالق کا علم):

علم القدیم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ خالق کے علم کی شان یہ ہے کہ وہ علم قدیم ہے۔ کیونکہ اُس کی ذات قدیم ہے۔ اللہ تعالیٰ خود قدیم ہے، اُس کی تمام صفات قدیم ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا جو علم ہے وہ ایسا علم نہیں ہے کہ کوئی کہے کہ اتنے certain period سے پہلے ایک دور تھا کہ جب وہ علم نہ تھا۔ نہیں، اس میں عدم نہیں ہوتا۔ یہ شان ہے قدیم کی۔

۲۔ علمِ حادث (مخلوق کا علم):

علمِ حادث کی شان اور تعریف یہ ہے کہ:

فهو الذي لم يكن فكان.

اس کی تعریف ہی یہ ہے کہ ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ وہ نہیں ہوتا پھر وہ ہو جاتا ہے۔ تو جو پہلے نہ ہو اور پھر ہو جائے بس سمجھنے کے لیے یہ کافی ہے کہ یہ حادث ہے اور علم مُحدث ہے۔

پھر شیخ الاسلام نے علم کے ساتھ جہل کی دو اقسام پر روشنی ڈالی جنہیں متکلمین اور اصولیین نے بیان کیا۔

ا۔ جہلِ بسیط　　　　۲۔ جہلِ مرکّب

ا۔ جہلِ بسیط

امام سبکی جمع الجوامع میں جہل کی تعریف کرتے ہیں کہ:

إنتفاء العلم المقصود.

جو علم مقصود ہے اگر اس کی مکمل نفی ہو جائے۔

یعنی total negation of knowledge۔ کوئی تصور قائم نہیں ہو سکا۔ بالکل darkness ہے۔ تو یہ جہل بسیط ہے۔

۲۔ جہلِ مرکب

تصور المعلوم علیٰ خلاف هيئته.

جس کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کا تصور ذہن میں ایسا قائم ہو کہ جو خلافِ واقعہ ہو۔ حقیقت کے

خلاف غلط تصور قائم ہو جائے تو اس کو جہلِ مرکّب کہتے ہیں۔

یعنی اگر total vacuum ہو، بالکل کوئی تصور سرے سے نہ ہو، خالی ہو، negation ہو، non existence of knowledge ہو تو وہ جہلِ بسیط ہے۔ جب کہ تصور غلط ہو totaly حقیقت کے خلاف تو جہلِ مرکب ہے۔

شیخ الاسلام نے علم کے مختلف ذرائع کو تفصیل سے بیان کیا جن سے علم حاصل ہوتا ہے۔

ا۔حسیّات

جو حواس خمسہ سے پیدا ہوں گے۔حواس پانچ ہیں جن کو حواس خمسہ ظاہری کہتے ہیں

ا۔سامعہ ۲۔ باصرہ ۳۔ لامسہ

۴۔شامہ ۵۔ ذائقہ

۲۔ وجدانیات

حصول علم کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ وجدانیات ہے جس کو عرف عام میں چھٹی حس کہتے ہیں وجدانیات کیا ہیں؟ وہ ہمارا شعورِ باطنی ہے۔

۳۔ بدیہیات

بدیہیات یا فطریات۔ یہ وہ چیزیں ہیں فطریات اور بدیہیات کہ حواس کے ذریعے بھی نہیں معلوم ہوتیں اور یہ وجدانیات کے دائرے میں بھی نہیں ہیں۔ مثلاً جیسے ایک آدمی ایک وقت میں ایک حالت میں ہے یا بیٹھ سکتا ہے یا کھڑا رہ سکتا ہے۔ بیک وقت ایک لمحے میں اس کی دو حالتیں نہیں ہوسکتیں۔ یہ بدیہیات میں ہے

متواترات

متواترات میں اصولیین اور متکلمین بیان کرتے ہیں کہ سمع وعقل اگر جمع ہو جائے تو وہ متواترات بنتے ہیں۔ اگر حس اور عقل جمع ہو جائے تو محسوسات اور معقولات بنتے ہیں۔

تجربیات

کچھ چیزیں تجربہ سے آتی ہیں اور مسلسل تجربات ہوتے ہیں۔ سائنس بھی تجربیات میں سے ہے۔ جب کئی تجربات اس کی تائید کرتے ہیں تو وہ تھیوری بن جاتی ہے۔ پھر طویل عرصے تک تجربات کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی بھی تجربہ اس سے مختلف رزلٹ نہیں دیتا اور تمام تجربات ایک ہی نتیجہ دیتے ہیں، اتفاق ہوتا چلا

جاتا ہے تو پھر آگے چل کے وہ law بن جاتا ہے۔ اس کے اوپر تیقن اور یقین آ جاتا ہے۔ کثرت کے ساتھ جس کا مشاہدہ بار بار ہو، تکرار مشاہدہ ہو اور نتیجہ ایک نکلے، جتنے مشاہدات ہوں نتیجہ ایک نکلے تو ان مشاہدات سے علمِ یقینی مل جاتا ہے اور عقل کو جزم اور اس پر اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

حدسیات

عقل ایک تصور قائم کر لے مگر اس میں جزم نہ ہو۔ categorical یقینی کیفیت نہ ہو، تصور قائم ہو جائے، بار بار تجربات اور مشاہدات سے اس کو حدسیات میں شمار کرتے ہیں اور اگر عقل یقین اور جزم تک پہنچ جائے تو اس کو تجربیات کہتے ہیں۔ اتنا تھوڑا سا فرق ہے۔

جہاں تک حواس کی رسائی ہے، بس وہاں تک عقل کی شناسائی ہے

شیخ الاسلام نے اس لیکچر میں حواس خمسہ کی رسائی کا دائرہ کار اور عقل کی شناسائی کا دائرہ کار بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ کس طرح حواس خمسہ اور عقل مل کر علم تک پہنچاتے ہیں۔ عرفِ عام میں حواس خمسہ ظاہری یعنی سامعہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ ان کے ذریعے جو ادراک حاصل ہوتا ہے وہ اور پھر دماغ کے اندر عقل کے پانچ حواس یعنی حسِ مشترک، حسِ خیال، حسِ واہمہ، حسِ حافظہ اور حسِ متصرفہ میں جو ترتیب پاتا ہے۔ ان پانچ شعبہ جات کی way of working پر، ان کی حقیقت اور ماہیت پر اور حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی جو عقل کے یہ پانچ شعبہ جات آپس میں جس طرح کام کرتے ہیں اس کے باہمی کام کرنے کے طریقے، باہمی ربط اور نظم پر گفتگو کی۔ اور بہت خوبصورت انداز میں یہ واضح کیا کہ جب ہم حواس میں ذرائع علم کی بات کرتے ہیں تو حواس نہ خود علم ہیں نہ خود علم بناتے ہیں، نہ ازخود علم تک پہنچاتے ہیں۔ یہ ایک ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ پھر یہ وسیلہ ایک اور وسیلے تک پہنچاتا ہے۔ وہ دوسرا وسیلہ عقل ہے۔ حواس اور عقل مل کر علم تک پہنچاتے ہیں۔ اور جب تک حواس ظاہری صورت اور باطنی معانی عقل کو نہ پہنچائیں، عقل کا process شروع ہی نہیں ہوتا۔ وہ کارخانہ بند پڑا رہتا ہے۔ نہ ہم تنہا حواس پر بھروسہ کر سکتے ہیں، چونکہ وہ کسی نتیجے پر پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ نہ تنہا عقل پر بھروسہ کر سکتے ہیں کہ عقل کا اپنا بھروسہ حواس پر ہے۔ علم کے باب میں پہلے وسیلے کا نام حواس خمسہ ہیں اُس سے جو تاثر پیدا ہوتا ہے اس کا نام ادراک ہے۔ اس کو حواس خمسہ آگے ایک نئے کارخانے میں منتقل کر دیتے ہیں جہاں حواس کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اس نئے کارخانے کا نام عقل ہے تو عقل بھی علم کو تشکیل دینے میں واسطہ اور وسیلہ ہے۔ اس لیے جب حواس خمسہ ظاہری کی بات ہوتی ہے تو یہ تنہا علم تک نہیں پہنچاتے، حواس کے ساتھ پھر عقل کا ذکر ضروری ہوتا ہے۔ عقل کے کارخانے کے بھی پانچ شعبے ہیں۔ جسم کے ان حواس کی

طرح۔ جیسے حواس خمسہ ظاہری ہیں اسی طرح عقل کے پانچ شعبے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

۱۔حسِ مشترک ۲۔حسِ خیال ۳۔حسِ واہمہ ۴۔حسِ حافظہ
۵۔حسِ متصرّفہ / متخیّلہ / مفکّرہ

عقل کے حواس خمسہ درج ذیل امور سرانجام دیتے ہیں:

۱۔حسِ مشترک ہر چیز کی ظاہری صورت receive کرتا ہے۔

۲۔حسِ خیال ہر چیز کی ظاہری صورت کو محفوظ کرتا ہے۔

۳۔حسِ واہمہ ہر صورت کا معنیٰ receive کرتا ہے۔

۴۔حسِ حافظہ ہر صورت کا معنیٰ محفوظ کرتا ہے۔

۵۔حسِ متصرّفہ، حسِ خیال اور حسِ حافظہ دونوں سے صورت اور معنیٰ کو نکال کر storage سے ان کو جوڑتی ہے اور جوڑ کر علم کو تشکیل دیتی ہے۔

لہٰذا عقل کا سارا انحصار حواس خمسہ پر ہوگا۔ حواس خمسہ اور عقل دونوں اکٹھے مل کے operate کرتے ہیں۔ دونوں کی combine operation ہے کہ تنہا حواس بھی علم نہیں دے سکتے، وہ ادراک مہیا کرتے ہیں اور تنہا عقل بھی علم کو مرتب نہیں کر سکتی وہ حواس سے مواد receive کرتی ہے اور اسے مرتب کرتی ہے تو حواس خمسہ اور عقل کا joint venture ہے۔ لہٰذا عقل سے وہی کچھ معلوم ہوگا جو بنیادی طور پہ عالمِ مادیات اور عالمِ حسیات سے related ہے۔

حصولِ علم کے باطنی ذرائع

شیخ الاسلام نے اس نشست میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث سے استدلال کرتے ہوئے نہایت مدلل انداز میں حصول علم کے باطنی ذرائع کو بیان فرمایا ہے اور یہ ثابت کیا کہ حواسِ خمسہ اور عقل (دماغ) کے جو حواسِ باطنی ہیں جو اکتسابِ علم اور تشکیلِ علم کے ذرائع ہیں اِن سے ماوراء اللہ تعالیٰ نے کچھ روحانی ذرائع، وسائل اور وسائط بھی، انسان کے باطن میں ودیعت کیے ہیں۔ اُن کو کشف اور الہام اور دیگر امور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے انسان کو انکشافات، الہامات، وہ معلومات اور معارف نصیب ہوتے ہیں جو ظاہری حواس خمسہ اور باطنی یعنی عقلی حواس خمسہ سے بالعموم اُسے حاصل نہیں ہو سکتے۔ ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کچھ جواہر اور بنائے ہیں۔ جن سے علم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ وہ جواہر درج ذیل ہیں:

۱۔نفس ۲۔قلب ۳۔روح ۴۔سر ۵۔خفی ۶۔اخفاء

(جاری ہے)

انقلاب مارچ اور دھرنے کے اثرات ونتائج کا جائزہ

محمد احمد طاہر

ہم لوگ چراغوں کی طرح ظلمتِ شب میں　　　جل جل کے زمانے کو جلا دیتے رہیں گے
طوفاں اٹھیں، آندھیاں راہوں کو مٹا دیں　　　ہم لوگوں کو منزل کا پتہ دیتے رہیں گے

انقلاب مارچ اور اسلام آباد دھرنے کی بات تو اب تقریباً ڈیڑھ سال پرانی ہوچکی ہے مگر اپنے اثرات ونتائج کے اعتبار سے تا امروز نئی اور تازہ ہے۔ حکمران آئے روز اپنی تقریروں میں اس واقعہ کی مذمت میں بیانات داغتے ہیں ''ہم نے دھرنا سیاست کو ختم کردیا ہے''، ''ہم نے دھرنے والوں کے عزائم کو کچل دیا ہے''۔ ''ہم دوبارہ اس طرح کا واقعہ نہیں ہونے دیں گے''۔ وغیرہ وغیرہ اپنی طرف سے تو وہ مذمت کرتے ہیں لیکن درحقیقت اپنے اندر انقلابیوں کے مخفی خوف کا بھی اظہار کرتے ہیں۔

انقلابیوں کا 70 روزہ تاریخی دھرنا پاکستان کی سیاسی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے۔ اس تاریخی مارچ کے دوران انقلابیوں کو کئی آزمائشوں کا سامنا رہا۔ طویل ترین دورانئے میں کبھی بارشیں ہوتی رہیں، کبھی حکومتی جبرو بربریت، شیلنگ، گرفتاریاں، گولیاں، مقدمے اور کریک ڈاؤنز مگر انقلابیوں نے صبروتحمل اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پورے 70 دن اپنے محبوب قائد کے ساتھ گزارے۔ اس تاریخی مارچ کے طویل ترین دورانئے میں جہاں کارکنان نے صبروتحمل اور جرات و بہادری کا مظاہرہ کیا وہاں قائد تحریک قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کی بے مثال استقامت، صبر اور جرات رندانہ بھی پوری دنیا نے ملاحظہ کی۔ یہ ایک لازوال تاریخ ہے جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔

ذیل میں اس تاریخی اور انقلابی دھرنے کے اثرات ونتائج کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس کے بنیادی اور اہم نکات حسب ذیل ہیں:

☆ ڈاکٹر طاہرالقادری کا بطور انقلابی لیڈر تعارف

☆ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کی انقلابی جدوجہد کی عالمگیر شہرت

☆ کارکنان تحریک کی استقامت کے لازوال مظاہرے

☆ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی FIR کا اندراج

☆ تحریک اور قائد تحریک کے انقلابی پیغام کی ترویج

☆ اسٹیبلشمنٹ (فوج) تک انقلابی ایجنڈے کی رسائی

☆ ملک کے نامور کالم نگاروں اور دانشوروں کو قائد تحریک کے افکار سے آشنائی

☆ سسٹم میں موجود خامیوں کی نشاندہی

☆ کمزور اور مایوس لوگوں کو ظالموں کے خلاف ہمت اور جرات نصیب ہوئی

☆ لفظ ''دھرنا'' کی پذیرائی ☆تفہیم آئین پاکستان

☆ حکومتی رویوں میں تبدیلی ☆صدارتی نظام یا پارلیمانی نظام۔۔نئی بحث کا آغاز

ذیل میں مندرجہ بالا نکات کی تفصیل حوالہ قرطاس کی جاتی ہے:

ڈاکٹر طاہرالقادری کا بطور انقلابی لیڈر تعارف

میں چاہتا ہوں کہ سرزمین پاک احیائے اسلام کے لئے عالمی انقلاب کا مرکز بنے۔ یہاں زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب بپا ہوجائے۔فکروعمل کے پیمانے بدل جائیں۔ یہاں امن وسلامتی اور خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ تعیش وآرام پرستی کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔محنت ومشقت ہر فرد کا زیور ہو۔ دیانت وخلوص ہر بشر کی پالیسی ہو۔ پھر پوری دنیائے اسلام متحد ہوکر اسلامک بلاک یا اسلامک کامن ویلتھ کا قیام عمل میں لائے۔

میں غریب، مظلوم، بے کس اور افلاس زدہ انسانیت کی فلاح ونجات اور عروج ترقی صرف اور صرف اسلام کے ذریعے ممکن سمجھتا ہوں اور اسلام کا احیاء ایک زبردست ہمہ گیر ''انقلاب'' کے بغیر ممکن نہیں۔ انقلاب پر میرا ایمان ہے اور عظیم عالمی انقلاب میری زندگی کا واحد مقصد ہے۔ (محمد طاہرالقادری، ڈاکٹر، قرآنی فلسفہ انقلاب، ضمیمہ نمبر 1، تحریر قائد انقلاب محررہ 1973ء)

اس دھرنے کی وجہ سے الیکٹرانک اور پرلیس میڈیا کے ذریعے ملکی اور غیر ملکی سطح پر حضور شیخ الاسلام کا تعارف بطور انقلابی لیڈر کے ہوا۔ لوگوں کو براہ راست روزانہ کی بنیاد پر 70 دن تک آپ کے خیالات وافکار سے آشنائی ہوئی۔ روزانہ دو دو گھنٹے لائیو کوریج کے ذریعے خطابات نشر ہوئے۔ بڑی اور ادھیڑ عمر کے لوگ جنہوں نے آپ کو PTV کے پروگرام ''فہم القرآن'' کے ذریعے سنا ہوا تھا انہیں پہلی بار لائیو ایک سیاسی مدبر اور انقلابی

راہنما کے طور پر سننے کا موقع ملا۔ اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے کبھی بھی آپ کو نہ کبھی سنا تھا اور نہ کبھی پڑھا تھا انہیں بھی آپ کو جاننے کا موقع ملا۔

کوئی کتنا بھی آپ سے اختلاف کرے مگر آج تک کسی نے آپ کے پروگرام اور ایجنڈے سے اختلاف نہیں کیا۔ اس حقیقت کا اعتراف ملک پاکستان کے عظیم کالم نگار تنویر قیصر شاہد صاحب نے اپنے کالم میں یوں کیا تھا:

''سینکڑوں چھوٹی بڑی کتابوں کے مصنف، سیرت نگار یورپ اور امریکہ میں دہشت گردی اور خونخوار دہشت گردوں کے خلاف پہلی بار باقاعدہ فتویٰ مرتب اور پیش کرنے والے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پاکستان بھر کے میڈیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسا نمایاں نجی ٹی وی نہیں ہے جس نے ان کا انٹرویو نشر نہ کیا ہو۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کی شخصیت اور ان کے افکار، خواہ وہ جیسے بھی ہیں کو نظر انداز کرنا اور ان سے اغماض برتنا ہمارا میڈیا افورڈ نہیں کرسکتا۔ ان کا کہا اور لکھا گیا کتاب ہے۔ کئی جوانب سے مخالف اور مخاصمت کے باوجود یہ واقعہ ہے کہ قادری صاحب کے مکالمے اور مکاشفے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا''۔ (روزنامہ ایکسپریس۔ شائع شدہ 5 اگست 2014ء)

؎ بستی میں یہ کس نے درد بکھیرے تھے — روشن دن تھا، چاروں سمت اندھیرے تھے

یا پھر شہر میں دھول تھی کچے رستوں کی — یا پھر شہر میں سارے سانپ سپیرے تھے

علاوہ ازیں محترم اصغر عبداللہ صاحب نے اپنے کالم میں لکھا: ''ڈاکٹر طاہرالقادری کا مطالبہ اس کے سوا کیا ہے کہ پاکستان کے موجودہ سیاسی اور انتخابی نظام کو ایک انقلاب کی ضرورت ہے۔ آج سے 23 سال پہلے جب انہوں نے PAT قائم کی، تب بھی ان کا یہی مطالبہ تھا اور آج بھی ان کا یہی مطالبہ ہے۔ یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان کی اڑسٹھ سالہ تاریخ میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پاکستان کے پہلے مذہبی راہنما ہیں جنہوں نے اپنی سیاست کی بنیاد اسلام کے سماجی مساوات کے تصور پر رکھی ہے''۔ (روزنامہ ایکسپریس۔ شائع شدہ 7 ستمبر 2014ء)

تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کی انقلابی جدوجہد کی عالمگیر شہرت

''وقت کی اہم ترین ضرورت کے پیش نظر تحریک منہاج القرآن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ عالمگیر سطح پر غلبہ دین کی بحالی، اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور ملت اسلامیہ کا احیاء و اتحاد اس کی منزل ہے جبکہ ہر سطح پر باطل اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف غیر مصالحانہ انقلابی جنگ اس کا لائحہ عمل ہے۔ عالمگیر اسلامی انقلاب کا یہی وہ تصور ہے جو حضور ختمی مرتبت ﷺ کی سیرت طیبہ نے ہمیں مہیا کیا ہے''۔

(محمد طاہرالقادری، ڈاکٹر، قرآنی فلسفہ انقلاب، ص431)

اسی طرح ایک اور خطاب میں حضور شیخ الاسلام مدظلہ نے تحریک منہاج القرآن کے قیام کی غرض و غایت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: تحریک منہاج القرآن ملکی، گروہی اور فرقہ وارانہ تعصّبات سے بالاتر ہوکر محبت و اخوت کا علمبردار ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس کے دروازے ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جو آقائے نامدار ﷺ کا امتی ہونے کا دعویدار ہے، جس کا دل فرقہ واریت اور گروہ بندیوں پر خون کے آنسو روتا ہے جو ملت کو ایک شیرازے سے منسلک دیکھنا چاہتا ہے جو منافقانہ اور اجارہ دارانہ ذہنیت کے تعفن سے دور انس و محبت کی پرمہک فضاؤں میں سانس لینا چاہتا ہے۔

آیئے غلبہ دین حق کی بحالی اور ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کے اس عظیم مشن کے لئے اپنی تمام تر فکری توانائیاں اور عملی صلاحیتیں تحریک منہاج القرآن کے سپرد کردیں، تحریک کا یہ پیغام لے کر گلی گلی، کوچہ کوچہ پھیل جائیں اور ملت اسلامیہ کے احیائے کی تڑپ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔

تحریک منہاج القرآن اپنے قیام سے لے کر تاامروز اپنے اسی پروگرام پر آگے بڑھ رہی ہے اسی طرح پاکستان عوامی تحریک بھی قیام سے لے کر اب تک اپنے اسی ہدف کے حصول کے لئے کام کررہی ہے۔تحریک منہاج القرآن محض ثوابی یا تبلیغی جماعت نہیں ہے۔ اسی طرح پاکستان عوامی تحریک محض انتخابی یا سیاسی جماعت نہیں ہے بلکہ اس کی منزل انقلاب ہے۔ اس کی سعی و کوشش کا مقصد نظام کی تبدیلی ہے۔ محافل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد، سلسلہ ہائے دروس قرآن، عرفان القرآن کورسز کا اجراء، عوامی تعلیمی مراکز کا قیام، منہاج القرآن ماڈل سکولز، کالجز کی بنیاد، جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن اور منہاج یونیورسٹی لاہور کا قیام، مرکزی گوشہ درود کی اساس، حلقہ ہائے درود ہوں یا حلقہ ہائے ذکروفکر، ماہانہ شب بیداری ہو یا سالانہ روحانی اجتماع ان سب کا مقصد مصطفوی انقلاب ہے۔

دھرنے سے قبل تحریک اور قائد تحریک کا پیغام محدود ذرائع ابلاغ کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام جاری تھا تاہم دھرنے اور انقلاب مارچ کے ذریعے اس پیغام کو عالمگیر شہرت ملی۔ تمام عالمی اخبارات و جرائد اور میڈیا پر اشاعت ہوئی۔ CNN اور BBC پر خصوصی رپورٹس نشر ہوئیں۔ دھرنے کے دوران کئی عالمی چینلز نے حضور قائد انقلاب مدظلہ کا انٹرویو کیا۔

محترم موسیٰ رضا آفندی نے اس حقیقت کا یوں اعتراف کیا: ’’ان دھرنے والوں نے دنیا بھرمیں پاکستان کی ایسی دلکش تصویر دکھائی ہے جسے مہذب دنیا دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ مذہب اسلام کی خوبصورت، پرامن اور پاکیزہ ضوابط کی پابندی کا نمونہ پیش کیا‘‘۔ (روزنامہ ایکسپریس۔ شائع شدہ 7 ستمبر 2014ء)

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا — کہ صبح شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروت ہے زندگی اُن کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے — ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں (اقبالؒ)

کارکنانِ تحریک کی استقامت کے لازوال مظاہرے

انقلاب انقلاب۔۔۔۔مصطفوی انقلاب

جوانیاں لٹائیں گے۔۔۔انقلاب لائیں گے

طاہر تیرا اک اشارہ۔۔۔حاضر حاضر لہو ہمارا

جب سے تحریک کا آغاز ہوا یہ نعرے تحریک کے اجتماعات میں زبان زدِ عام ہیں۔ گذشتہ 33 برس کی تحریکی زندگی میں کارکنان ہر اجتماع میں یہ نعرے لگاتے تھے اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے تھے مگر حقیقت میں کبھی جانیں دینے اور اپنے محبوب قائد کے اشارے پر جانیں قربان کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ تاہم انقلاب مارچ اور دھرنے کے دوران کارکنان نے ثابت کردیا کہ ہم صرف زبانی کلامی نعرے ہی نہیں لگاتے بلکہ ہم ان الفاظ کو حقیقت کا معنوی لباس پہنا سکتے ہیں۔ کروڑ بار سلام عقیدت ہو ان پاکباز اور جانباز کارکنوں کو جنھوں نے استقامت اور خلوص و محبت کی اک نئی تاریخ رقم کردی۔

دولت کی تمنا ہے نہ انعام کا لالچ — بس کام کئے جاتے ہیں اخلاص و وفا سے

14 اگست کے انقلاب مارچ سے قبل بھی کارکنان تحریک نے جرات، عزیمت، تحمل، برداشت، صبر اور قربانی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ ماضی یا حال کی کسی تحریک یا جماعت کے ہاں ملنا مشکل ہے۔ 17 جون 2014ء کو ریاستی جبر اور پولیس گردی کے ہاتھوں تحریک کے 14 مرد و زن کی جانی قربانیاں اور 100 کے قریب شدید زخمی ہوئے۔ 23 جون جس دن قائد انقلاب نے وطن واپس آنا تھا، ان کے طیارے کو اسلام آباد اترنے نہ دیا گیا اور اس کا رخ لاہور کی طرف موڑ دیا گیا۔ اس دن بھی پولیس نے کارکنان پر بہت ظلم ڈھائے۔ اس کے بعد یوم شہداء (10 اگست) منانے کا اعلان کیا گیا تو پھر پورے ملک میں کارکنان کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کردیا گیا اور ظلم کے پہاڑ توڑے گئے۔ مگر راہ حق کے عظیم مجاہد اپنے مشن، تحریک اور قائد تحریک کے ساتھ صبر و تحمل کے ساتھ جڑے رہے۔

ہماری استقامت سے تو ساری دنیا واقف ہے — ہم نے منزلیں بدلیں نہ ہم نے یار بدلا ہے

انہی کارکنان کی حقیقت کو پہچانتے ہوئے محترم ظہیر اختر بیدری نے لکھا تھا: ''قادری کے ساتھ بیٹھے ہزاروں مرد عورتیں، بچے بچیاں کرائے پر لائے گئے کارکن نہیں بلکہ پختہ نظریاتی طاقت ہیں اور کارکن جب نظریاتی طاقت میں بدل جاتے ہیں تو ریاستی مشینری ان کی جان تو لے سکتی ہے ان کے نظریات نہیں لے سکتی''۔

اسی طرح محترم ایاز امیر صاحب یوں رقمطراز ہوئے: ''اس وقت اس تاریخ ساز لمحے میں، پاکستان عوامی تحریک کے کارکن ہیرو بن کر میدان میں موجود ہیں۔ یہ لوگ کس چیز سے بنے ہوئے ہیں؟ نہ ان پر سورج کی گرمی کا اثر ہوتا ہے، نہ بارش کا اور نہ برسائی گئی بدترین آنسو گیس اور ہلاکت خیز ربڑ کی گولیوں کا۔ اسلام آباد کی تاریخ کے بدترین ریاستی تشدد کے باوجود یہ لوگ اپنے قدموں پر مضبوطی سے جمے رہے۔ کوئی چیز بھی ان کے پائے استقلال میں لرزش پیدا نہ کرسکی''۔

؎ وفا کا انجام کیا ہے سوچا نہیں کرتے　　مومن کبھی حالات سے سودا نہیں کرتے
یہ رسم سکھائی ہے حسین ابن علیؓ نے　　سر سجدوں میں ہو تو تیروں کی پرواہ نہیں کرتے

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی FIR کا اندراج

انقلاب مارچ کے بنیادی مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہی تھا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ PAT کی طرف سے فیصل ٹاؤن تھانے میں دی گئی درخواست پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا تھا۔ ادارہ منہاج القرآن اور PAT کے وکلاء عدالتوں میں قانونی جنگ لڑ رہے تھے کہ 16 اگست 2014ء کو ایڈیشنل سیشن جج راجہ محمد اجمل خان نے وزیراعظم، وزیراعلیٰ پنجاب، وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار، وفاقی وزیر ریلوے اور صوبائی وزیر قانون سمیت 21 شخصیات کے خلاف سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا مگر حکومت نے اس فیصلے کو چیلنج کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

26 اگست 2014ء کو حکمرانوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مقدمہ کے اندراج کے متعلق سیشن کورٹ کے حکم کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں درخواست کی تو ان کی یہ درخواست بھی خارج کردی گئی اور ہائی کورٹ نے بھی مقدمہ درج کرنے کا حکم دے دیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس محمود مقبول باجوہ نے سیشن عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے چار وفاقی وزراء کی درخواستیں خارج کردیں۔

مورخہ 27 اگست 2014ء کو PAT کے وکلاء تھانہ فیصل ٹاؤن پہنچے تو مسلم لیگ (ن) کے درجنوں کارکن بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے دھمکیاں دینے اور بدتمیزی کے علاوہ شدید نعرے بازی کی۔ لاہور ہائی کورٹ کے حکم کے باوجود پولیس نے مقدمہ درج نہیں کیا۔ وفد رات گئے تک تھانے میں موجود رہا اور پولیس ٹال مٹول سے

کام لیتی رہی۔ 28 اگست 2014ء کو لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ تھانہ فیصل ٹاؤن میں درج کرلیا گیا۔مگر مقدمہ کے اندراج میں عمداً کئی چیزیں شامل نہیں کی گئیں۔ نہ دہشت گردی کی دفعہ لگائی گئی اور نہ ہی وزیراعظم و وزیراعلیٰ کا نام شامل کیا گیا۔ اسی دن فوج نے آفیشل پیغام کے ذریعے حضور شیخ الاسلام مدظلہ سے رابطہ کیا اور بعد ازاں رات گئے قائد انقلاب نے آرمی چیف سے ون ٹو ون ملاقات کی اور انہیں اپنے مطالبات، حکمرانوں کے ظلم، ادھوری FIR اور مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (JIT) نہ بنانے کے متعلق آگاہ کیا۔ اس پر آرمی چیف نے عدل و انصاف کی یقین دہانی کرائی اور بالآخر یکم ستمبر 2014ء کو حکومت نے فوج کے دباؤ میں آکر حقیقت کو تسلیم کرلیا اور PAT کے موقف کے مطابق سانحہ ماڈل ٹاؤن کے جملہ ذمہ داران کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

اسٹیبلشمنٹ (فوج) تک انقلابی ایجنڈے کی رسائی

ہم نے اپنے تصور انقلاب کو عنوان کے اعتبار سے مصطفوی انقلاب کے نام سے معنون کیا ہے۔ جب ہم مصطفوی انقلاب کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوی انقلاب کی اتباع میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ ایسا انقلاب جو نہ تو عسکری وفوجی ہوگا اور نہ اس طرح کی عام بغاوت جو تخریب کاری اور خون خرابے پر منتج ہو، نہ اس سے اشتراکی نوعیت کا کوئی معاشی انقلاب مراد ہے اور نہ انقلاب فرانس کی طرز کا مطلق سیاسی انقلاب۔ بلکہ ہم نے مصطفوی انقلاب کہہ کر انقلاب کی سمت ونوعیت بھی متعین کردی ہے اور اس کا دائرہ کار یعنی سکوپ بھی نبوی انقلاب کی سمت ونوعیت درج ذیل آیت سے متعین ہوتی ہے۔

هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ.

''اللہ کی ذات وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ دین حق کو باقی تمام نظاموں پر غالب کردے چاہے مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے''۔ (التوبہ:۳۳)

چنانچہ مصطفوی انقلاب کی متابعت میں ہمارے پیش نظر بھی محض اقتدار یا حکومت کو بدلنا نہیں، زندگی یا نظام سلطنت کے کسی ایک گوشے کو بدلنا نہیں بلکہ **لیظهره علی الدین کله** کے مصداق دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنا ہے، لیظہرہ علی الدین کلہ سے سمت انقلاب بھی متعین ہوتی ہے اور دائرہ کار بھی، یہ جزوی انقلاب نہیں بلکہ کلی انقلاب ہے۔ اس سے مراد پورے پورے نظام زندگی، نظام سلطنت، سماجی نظام، معاشی انقلاب اور سیاسی انقلاب کو ہمہ جہت اور ہمہ گیر پیمانے پر بدلنا ہے اور نتیجتاً وہی نظام رائج کرنا ہے جو حضور ﷺ الہدیٰ اور دین حق کی شکل میں لے کر تشریف لائے تھے۔ (انٹرویو، ڈاکٹر طاہرالقادری، ماہنامہ منہاج القرآن، مئی 1989ء)

مورخہ 28 اگست 2014ء کو رات گئے حضور قائد انقلاب نے آرمی چیف سے تقریباً ساڑھے تین گھنٹے ملاقات کی اور اپنے تمام تر انقلابی ایجنڈے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

ملک کے نامور کالم نگاروں اور دانشوروں کو قائد تحریک کے افکار سے آشنائی

انقلاب مارچ اور دھرنے کے اثرات و نتائج میں سے یہ بھی ہے کہ وطن عزیز کے نامور کالم نگاروں اور دانشوروں کو قائد انقلاب کے خیالات و افکار سے آشنائی ہوئی۔ اس طویل ترین دورانئے کے دھرنے کو شائد ہی کوئی ایسا کالم نگار اور دانشور جو جس نے اس تاریخی واقعے کو اپنا موضوع سخن نہ بنایا ہو۔ اس دوران تمام بڑے قومی اخبارات میں چھپنے والے کالمز سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات کس طرح قائد انقلاب مدظلہ کے خطابات کو بغور سنتے تھے اور کس عمدہ پیرائے میں اس پر تبصرہ و تجزیہ پیش کرتے رہے۔

چنانچہ محترم زمرد نقوی صاحب نے انہی دنوں اپنے کالم میں لکھا: ''ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ثابت کردیا کہ اس وقت پاکستان میں ان سے بڑا لیڈر کوئی نہیں۔ وہ دنیا کے چند بڑے لیڈروں میں سے ہیں جنہیں انگریزی سمیت کئی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ وہ ایک ایسے مقرر ہیں جو کئی گھنٹوں بلا تکان تقریر کرسکتے ہیں۔ مجمع پر جادو کردیتے ہیں۔ مسلم دنیا میں اسلام پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عالم اسلام میں ان سے بڑا اسکالر شاید ہی کوئی اور ہو''۔ (روزنامہ ایکسپریس۔ شائع شدہ، 20 ستمبر 2014ء)

اسی طرح ان دنوں محترم ایاز امیر صاحب رقمطراز ہوئے: ''طاہرالقادری کوئی فاشسٹ، انارکسٹ یا نظام کو ختم کرنے والی کوئی تباہ کن قوت نہیں بلکہ وہ آئین اور قانون کو سمجھنے اور اس کی پاسداری کرنے والے رہنما ہیں۔ وہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ عوام کی اکثریت کو سماجی انصاف اور زندگی گزارنے کے بہتر مواقع فراہم کئے بغیر جمہوریت صرف کاغذی کاروائی ہے۔ یہ عوام کی بجائے صرف مراعات یافتہ طبقے کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے''۔ (روزنامہ جنگ۔ شائع شدہ، 3 ستمبر 2014ء)

انہی دنوں محترم منصور آفاق صاحب نے لکھا تھا: ''چالیس سال سے جس کی راتیں بارگاہ ایزدی میں رکوع و سجود کرتے گزری ہیں اور دن قدوس ذوالجلال اور پیغمبر انسانیت چارہ ساز بیکساں ﷺ کی تعریف میں دفتر کے دفتر تحریر کرتے ہوئے گزرے ہیں۔ وہ ڈاکٹر طاہرالقادری اس وقت گولیوں کی بوچھاڑ میں اور آنسو گیس کے سلگتے ہوئے سمندر میں کھڑے ہوکر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہے جارہے ہیں''۔ (روزنامہ جنگ۔ شائع شدہ 5 ستمبر 2014ء)

اسی طرح محترم علی دایان حسن صاحب نے لکھا تھا: ڈاکٹر طاہرالقادری یکسر پیچیدہ خصوصیات کی حامل شخصیت ہیں۔ ان کی جماعت PAT نے گزشتہ سال منعقد ہونے والے عام انتخابات کا بائیکاٹ کیا تھا اور اب وہ

ملک میں حقیقی جمہوریت لانے کے لئے انقلاب کا نعرہ بلند کررہے ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری ایک شعلہ بیان مقرر ہیں۔ وہ اپنی جذباتی تقاریر میں سماجی عدم مساوات اور عوام کی محرومیوں کو خوب اجاگر کرتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا، شائع شدہ 9 ستمبر 2014ء)

لفظ ''دھرنا'' کی پذیرائی

اس تاریخی اور عظیم الشان دھرنے نے پاکستانی سوسائٹی پر خاموش انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ تب سے اب تک ہر طبقہ اپنے مطالبات منوانے کے لئے دھرنوں کا احتجاجی طریقہ اپناتے ہیں۔ ینگ ڈاکٹرز ہوں یا سرکاری ہسپتالوں میں کام کرتی نرسیں، نابینا اور معذور افراد ہوں یا کسان ہر کوئی اپنے اپنے مطالبات منوانے کے لئے دھرنے دے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ایم کیو ایم یا PPP، جماعت اسلامی ہو یا ممتاز قادری کی رہائی کا مطالبہ کرنے والے حمایتی علماء سب کے سب آئے روز حکومتی اہلکاروں سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے دھرنے دے رہے ہیں۔

لفظ ''دھرنا'' کی پذیرائی بارے محترم افشاں قریشی نے لکھا تھا: ''لفظ دھرنا کی مقبولیت کا اندازہ تو یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب روزمرہ استعمال ہونے والے لفظوں میں بھی دھرنے کی مثالیں دی جاتی ہیں مثلاً ایک خاتون اپنے شوہر کو آفس فون کررہی تھی کہ گھر بھی آنا ہے یا دفتر میں ہی دھرنا دیئے رہنا ہے، کہیں دوست، دوست کو کہہ رہا ہوتا ہے یار آ بھی جاؤ تم تو دھرنا دے کر ہی بیٹھ گئے ہو۔ حتی کہ اب تو بچے بھی دھرنا کھیلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں''۔ (روزنامہ جناح۔ شائع شدہ۔ 3 اکتوبر 2014ء)

تفہیمِ آئینِ پاکستان

انقلاب مارچ اور دھرنے کے دوران آئین، دستور یا Constitution کا اتنی بار ذکر ہوا کہ عام شہری کو بھی اس کی بعض دفعات کے نام یاد ہوگئے۔ آرٹیکل 62 اور 63 کی پہلی بار عوامی سطح پر اتنی زیادہ توضیح و تشریح ہوئی۔ اسی طرح آرٹیکل 9، 15 اور 16 جس میں بنیادی حقوق کا ذکر ہے۔ خطابات میں کئی بار ذکر ہوا۔ علاوہ ازیں آئین پاکستان کے پہلے 40 آرٹیکلز جن کا تعلق عوام پاکستان سے تھا انہیں ملکی تاریخ میں پہلی بار حرف بہ حرف کئی بار پڑھ کر سنایا گیا اور اس کی وضاحت کی گئی۔

محترم موسیٰ رضا آفندی نے اس حقیقت سے ان الفاظ میں پردہ اٹھایا: ''دھرنے والوں کی یہ عظیم کامیابی ہے جس نے نہ صرف تقریروں کے ذریعے پاکستان کے سارے لوگوں کو آئین اور آئینی دفعات کے بارے میں آگاہ کیا بلکہ اس نام نہاد جمہوریت کو بھی اپنی اصلی صورت دکھانے پر مجبور کردیا ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ

بدبو بدبو ہوتی ہے اور خوشبو خوشبو۔ لوگوں پر یہ چیز بھی واضح ہوگئی کہ حکمران طاقتیں اپنی سرشت میں کتنی ہوشیار ہوتی ہیں جو اپنے ہی الفاظ کو بدلنے میں ذرا دیر نہیں لگاتیں''۔ (روزنامہ ایکسپریس۔ شائع شدہ 31 اگست 2014ء)

حکومتی رویوں میں تبدیلی

شریف برادران کی یہ تاریخ ہے کہ جب بھی انہیں بھاری مینڈیٹ ملتا ہے تو ان کی گردن میں سریا آجاتا ہے، آپے سے باہر ہوجاتے ہیں کئی کئی ماہ تک کابینہ کا اجلاس نہ بلانا، مشاورت نہ کرنا، مطلق العنانیت ان کا شیوہ ہے۔ علاوہ ازیں پارلیمنٹ کے سیشنز میں نہ جانا عادت ثانیہ ہے مگر اس دھرنے نے اپنے اثرات دکھائے وزیراعظم باقاعدگی سے پارلیمنٹ میں آنے لگے۔ انہیں دنوں ہونے والے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں محترم اعتزاز احسن صاحب نے کہا تھا ''میں صدقے جاؤں طاہرالقادری اور عمران خان کے جنہوں نے اپنے دھرنوں کے ذریعے محترم وزیراعظم صاحب کو پارلیمنٹ کا راستہ یاد دلا دیا''۔

انہی دنوں یہ خبر بھی میڈیا میں آئی کہ شریف برادران اپنے ہی وزراء کو ملاقات کا وقت نہیں دیتے۔ اسی طرح اپنی جماعت کے اراکین پارلیمنٹ ملاقات کے لئے کئی کئی ماہ سے درخواستیں دے رہے ہیں مگر شنوائی نہیں ہوتی۔ مگر اسی دھرنے اور انقلاب مارچ کی برکات تھیں کہ نہ صرف وزراء اور اراکین پارلیمنٹ کو ملاقات کا وقت دیا جانے لگا بلکہ ترقیاتی فنڈ کے نام پر لالچ اور رشوت بھی دی جانے لگی۔

صدارتی نظام یا پارلیمانی نظام۔۔نئی بحث کا آغاز

ہمیں خبر ہے کہ ہم ہیں مسافر آخر شب ۔۔۔۔ ہمارے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے

گزشتہ چند روز سے میڈیا پر ایک نئی بحث کا آغاز ہوا ہے کہ پاکستان میں صدارتی نظام بہتر ہے یا پارلیمانی نظام۔ میں سمجھتا ہوں اس نئی Debate اور بحث سے انقلاب مارچ اور دھرنوں کے اثرات کی بو آرہی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ عام پاکستانی اس موجودہ، مروجہ، فرسودہ نظام سے مایوس ہے اور وہ تبدیلی چاہتا ہے۔ چلو یہ بات بھی باعث اطمینان ہے کہ اہل دانش اس نظام کی تبدیلی کی بات کرنے لگ گئے ہیں ورنہ اس سے قبل تو یہی لوگ سسٹم اور نظام بچاؤ جو کہ دراصل مفادات بچاؤ ہے کی باتیں کرتے تھے۔

خواہش سے نہیں گرتے پھل جھولی میں ۔۔۔۔ وقت کی شاخ کو تا دیر ہلانا ہوگا
کچھ نہیں ہوگا اندھیروں کو برا کہنے سے ۔۔۔۔ اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہوگا

اکیسویں صدی کا عظیم مفکر اور نامور مصلح

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

اپنی ذات کے لئے ہر ایک انسان سوچتا بھی ہے اور اپنے اعمال، اخلاق اور احوال کی اصلاح کے لئے بھی مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے۔ اسی معاشرے میں باری تعالیٰ کچھ شخصیات کو یہ توفیق عطا کرتا ہے کہ وہ اپنی قوم اور ملت کے لئے سوچتے ہیں۔ اپنی قوم اور امت کو مختلف دنیوی فتنوں اور اغیار کے تخریبی منصوبوں سے بچاتے ہیں اور دشمن کے خطرناک حربوں اور مخالفین کی طاغوتی چالوں سے امت اور قوم کو گرداب میں پھنسنے سے پہلے اور عین ان فتنوں کے وقوع کے دوران نکالتے ہیں۔

مفکر اور مصلح کون؟

یہ کام امت کے جس فرد کے ذریعے سرزد ہوتا ہے اسے قوم اس کام کو انجام دینے پر اور اس کام میں مشغول ہونے پر مفکر اور مصلح کا لقب اور اعزاز بخشتی ہے۔ وہی شخصیت جب کسی امر کے بارے میں گہرا غوروفکر کرتی ہے، اس معاملے کے تمام ظاہری و باطنی پہلوؤں کا جائزہ لیتی ہے اور اس مسئلے کے مخفی اور باریک پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے اور نظروفکر کے ذریعے اس کے جملہ پہلوؤں کا تجزیہ کرتی ہے، پھر اس مسئلے اور فتنے کا جو حل ڈھونڈتی ہے اور قوم وملت کے سامنے پیش کرتی ہے اور قوم وامت بھی اس مسئلے کے مجوزہ حل کو صائب جانتی ہے تو یہ عوامی وملی تصدیق اس شخصیت کی مفکرانہ حیثیت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے اور جب یہی فکر اس فتنے اور مسئلے کے حل کے تناظر میں ایک عملی حقیقت کا روپ دھارتی ہے تو یہ اصلاح کا عنوان اختیار کرتی ہے اور اس اصلاح کے فریضے کو سرانجام دینے والی شخصیت کو مصلح کا اعزاز قوم کی طرف سے بخشا جاتا ہے۔

فکرو اصلاح۔ سنت انبیاء ہے

فکر ملت ہو یا اصلاح قوم ہو، یہ دونوں تصور اپنی تاریخی حقیقت میں کار نبوت رہے ہیں، انبیاء علیہم

السلام کی عظیم سنت اور اعلیٰ روش رہے ہیں۔ اس بناء پر یہ کام معمولی نہیں بلکہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن بیان کرتا ہے:

انه فکر وقدر. (المدثر ۷۴:۱۸)

''بے شک اس نے سوچ بچار کی اور (دل میں) ایک تجویز مقرر کرلی''۔

فکر کا معنی سوچنا ہے اور غور وفکر کرنا ہے۔ تفکیر کا عمل انسان کو اپنے مسائل کا حل دیتا ہے۔ تفکر فرد اور قوم کو مشکلات سے نجات کے راستے اور طریقے بتاتا ہے۔ فکر انسان کے سامنے مناسب راہوں کا تعین کرتی ہے۔ منزل کی طرف اقرب اور اصوب طریق کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس لئے یہ عمل انبیاء علیہم السلام کا محبوب عمل رہا ہے اور ان کے پیروکاروں کا بھی پسندیدہ عمل رہا ہے۔ یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے سوچ وفکر ایک مجسم صورت یعنی عمل کے روپ میں ڈھلتی ہے۔ گویا فکر میں خود ایک داعیہ موجود ہے جو اس کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ جب وہی نادر سوچ، وہی گہری فکر، وہی نایاب تفکیر اور وہی انسانی تفکر کی گہرائیوں سے اٹھنے والی سوچ جب عمل کے پیکر میں ڈھل جاتی ہے تو وہ اصلاح بن جاتی ہے۔

فکر و اصلاح لازم وملزوم ہیں

اس اعتبار سے فکر و اصلاح کا باہم تعلق لازم وملزوم جیسا ہے اس لئے غور وفکر، تفکر و تدبر انسان کی شخصیت کا خلوتی پہلو ہے جبکہ کسی چیز کو عمدہ کرنے، کسی چیز کو سنوارنے اور کسی چیز کو مطلوبہ معیار پر بنانے اور کسی چیز کو احسن انداز میں تعمیر کرنے اور کسی بھی چیز کی ہمہ جہتی اصلاح انسانی شخصیت کا جلوتی پہلو ہے۔ جس عمل میں انسان کی خلوت اور جلوت دونوں شامل ہوجائیں تو وہ عمل نتیجہ خیز ہوجاتا ہے۔ اس لئے فکر کا نتیجہ اصلاح ہے اور اصلاح کا اثر فکر سے ہے۔ اصلاح احوال کی اسی اہمیت کو قرآن حضرت شعیب علیہ السلام کے باب میں واضح کرتا ہے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت. (هود:۸۸)

''میں تو جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے تمہاری اصلاح ہی چاہتا ہوں''۔

اصلاح کارِ پیغمبر ہے، انبیاء علیہم السلام کا سب بڑا منصب ہی اصلاح انسانیت رہا ہے اسی کار نبوت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات اقدس میں اپنایا اور اپنی حیات طیبہ کے شب و روز کو اسی کار اصلاح سے مزین کیا اور فروغ دین کے ذریعے پوری امت کو اور ہر مسلمان کو اصلاح کی طرف مائل کیا اور ہر عالم، ہر ولی، ہر حاکم اور ہر مومن کو مصلح کا منصب سپرد کیا۔ مفکرین اور مصلحین کے حوالے سے امت مسلمہ کی تاریخ ہمیں بھرپور اور معمور نظر آتی ہے۔

برصغیر کے نامور مفکرین و مصلحین

اگر ہم صرف اسلامی فکر کے باب میں برصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے نامور مفکرین اور مصلحین کے نام لیں تو ان میں شاہ ولی اللہ کا نام سرفہرست آتا ہے۔ جنہوں ایک طرف امت کو دین کے اصل مبادی قرآن وسنت کی طرف راغب کیا اور دوسری طرف اس وقت کے سیاسی اور انتظامی حالات سدھارنے کی طرف بھی قوم کو متوجہ کیا۔ ایک طرف قرآن وسنت کی طرف رغبت دلانے کے لئے الفوز الکبیر، المسوی فی الاحادیث الموطا، المصفی جیسی کتب امت کو دیں تو دوسری طرف فقہ وتصوف کے باب میں الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، التفہیمات الالھیہ، العقد الجیلہ اور ازالۃ الخفاء اور الطاف القدس جیسی کتب لکھ کر اختلافات ونزاعات کو حل کیا اور عمرانی اور سیاسی اور معاشی فکر کے باب میں حجۃ اللہ البالغہ لکھ کر قوم کے عصری افکار کی اصلاح کی۔ بعد ازاں شاہ ولی اللہ کے فیض یافتہ اصحاب کے ذریعے یہ اصلاحی کاوشیں جاری رہیں۔ جو افراد اس ضمن میں زیادہ نمایاں ہوئے ان میں عبیداللہ سندھی اور جمال الدین افغانی، ڈاکٹر محمد عبدہ، ڈاکٹر طہٰ حسین اور علامہ رشید رضا اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا نام آتا ہے۔

عصر جدید کا عظیم مفکر اور مصلح

تاریخ کے اسی تسلسل کے کڑی ملتی ملتی مفکر اسلام اور عظیم مصلح ڈاکٹر محمد طاہرالقادری تک پہنچتی ہے۔ جنہوں نے قرآن سے احیائے اسلام اور اقامت دین، امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے کیا کیا اخذ کیا ہے اور اپنی فکر کو کیا تعبیر دی ہے اور اپنی فکر کو کن کن تشخصات اور کن کن جہات سے مزین کیا ہے اور اپنی فکر کو کس عنوان سے قوم کے سامنے پیش کیا ہے تو اس حوالے سے ہمیں ان کی ساری فکر، قرآنی فلسفہ انقلاب کے نام سے میسر آتی ہے ایک مفکر کا کام یہ ہے کہ وہ ملت کے امراض کا صحیح ادراک کرے اور پھر ان کا حل دے۔ اس لئے مفکر وہ ہوتا ہے جو ماضی کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور حال کا جائزہ لے رہا ہوتا ہے اور مستقبل میں پیش آنے والے تمام حالات پر نظر رکھے ہوتا ہے۔ اقبال نے اسی مفکر کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا:

؎ حادثہ وہ جو ابھی پردہ افلاک میں ہے — عکس اس کا میرے آئینہ ادراک میں ہے

قیادت عصری اور طاہرالقادری

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت اقبال کے اس شعر کا اپنے مفکرانہ پہلو کے اعتبار سے مصداق اتم نظر آتی ہے، ان کی شخصیت ایک فکر انگیز اور ایک ولولہ انگیز ہے۔ ایک سراپا یقین ہے۔ ایک بیدار مغز ہے ہر دم متحرک ہے، پراثر ہے، پر تاثیر ہے، جاذب کش ہے، ایک انقلاب انگیز شخصیت ہے اور ایک تحریک آشنا ذات ہے اور ان کی شخصیت میں موجود ایک تحریک اور ایک انقلاب کے لئے ایک بے تاب روح بھی ہے جو ہر وقت اپنے

افکار تازہ سے ایک نیا جہاں تعمیر کرنے کے لئے انکو آمادہ کرتی رہتی ہے۔ وہ اپنے افکار تازہ کو ہر لمحہ نمو دیتے ہیں اور ہر لحاظ سے ان سے ایک جہان تازہ کو پیدا کرنے کے لئے کمربستہ دکھائی دیتے ہیں۔ اس طرح جب وہ بات کریں تو ہر دل کو موہ لیں جب وہ بولیں تو سب کو خاموش کردیں۔ جب وہ لکھیں تو سارے پڑھنے والوں کو مسرور کردیں، جب بھی وہ اپنی فکر دیں تو ساری عقلوں کو حیران کردیں جب وہ چلیں تو سارے زمانے کو ساتھ لے کر چلیں جب وہ اپنی تقریر کے ذریعے گرجیں تو سب کو ہلادیں اور سب کو ڈرادیں، سب کو رلادیں۔

قیادت اور تحریک کی موثریت کا راز

کوئی بھی فکر ہو یا اصلاح ہو یا کوئی فکری شخصیت ہو یا اصلاحی اور اسی طرح کوئی بھی تحریک فکری ہو یا اصلاحی وہ زمانے میں اسی وقت اپنے پاؤں جماتی ہے۔ جب اس میں یہ روح موجود ہو۔

واما ما ینفع الناس. (الرعد، ۱۳:۱۷)

''اور جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہوتا ہے''۔

وہ نفع بخش ہو، نفع رساں ہو، اس کا علم نافع ہو، اس کا علم لوگوں کو حیات بخشے اس کا عمل لوگوں کو نفع دے، اس کی ذات کا ایک ایک پہلو نفع بخش ہو۔ خواہ وہ شخصیت ہو خواہ وہ تحریک ہو۔ اس میں جس قدر منفعت، نفع رسانی، نفع بخشی اور لوگوں کے لئے فائدہ مندی، لوگوں کی راحت، لوگوں کی سہولت کا پہلو بڑھتا چلا جائے گا توں توں وہ شخصیت اور تحریک لوگوں کے دلوں اور ذہنوں میں سرایت کرتی جائے گی اور اس زمین پر اسی کی یہ شان ہوگی۔

فیمکث فی الارض. (الرعد، ۱۳:۱۷)

''پس اسی نفع بخش کو زمین میں ٹھہراؤ ملتا ہے''۔

اس زمین میں اسی کو پذیرائی ہے جو اپنے اندر نفع بخشی کی خاصیت، صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہے۔ دنیا میں ٹھہراؤ ایسی نفع بخش شخصیات اور تحریکات کا ہی ہوتا ہے اور دنیا والوں کا جھکاؤ بھی ایسی ہی نفع رساں شخصیات اور تحریکات کی طرف ہوتا ہے اور ایسی فکر جس کی بنیاد قرآنی ہوجائے، اس کا ماخذ قرآن ہو اس کا منبع قرآن ہو، اس کا سرچشمہ قرآن ہو تو پھر اس فکر کو دوام بھی ملتا ہے اور اس کو آفاقیت کی شان بھی ملتی ہے۔

ڈاکٹر طاہرالقادری بحیثیت طبیب ملت

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی فکر کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں میں موجود احیائے اسلام اور اقامت دین کے باب میں تصورات اور احساسات کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے اور امت مسلمہ کی عظمت کی بحالی کے نظریات کا تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے امت میں موجودہ زوال اور ملی شکست کا صحیح ادراک کیا ہے اور پھر اس

زوال اور شکست کے تدراک کا علاج بتایا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امت پر زوال اور شکست خوردگی کا حملہ کس کس جانب اور کس کس جہت سے کیا گیا ہے۔ اس سارے کا جائزہ لینے کے بعد اس کا حل تجویز کیا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے اقبال کی زبان میں قوم کو اس مایوس کن سوچ سے نکالا کہ امت مسلمہ کا دوبارہ احیاء ممکن نہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اقبال کے ان اشعار کے ذریعے قوم و امت کو احیاءِ نو کا پیغام یوں دیا۔

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے　　　کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اور مزید برآں

کتاب ملت بیضاء کی پھر شیرازہ بندی ہے　　　یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

زوال امت کو عروج میں بدلا جاسکتا ہے

اور اسی تاریخی حقیقت کا تجزیہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنی کتاب قرآنی فلسفہ انقلاب میں یوں کرتے ہیں کہ 1258 میں تاتاری فتنہ بپا ہوا۔ یہ فتنہ جب بپا ہوا تو بغداد کے تخت کو تاراج کیا گیا۔ 22 سے 23 لاکھ مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ اس وقت شیعہ سنی فسادات امت میں زوروں پر تھے۔ مساجد اور مقابر مسمار کردیئے گئے تھے۔ لائبریریاں اور کتابیں جلادی گئیں۔ بے شمار قلمی نسخے اور کتابیں دریا میں پھینک دی گئیں۔ مذکورہ تباہ کاریوں کے 50 سال کے بعد چنگیز خان اور ہلاکو خان کے خاندان کے کچھ لوگ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے فیض یافتہ مرید اور ایک شیخ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے پھر انہوں نے ہی 1301ء اور 1302ء کے زمانے میں عثمان خان اور طغرل خان کے نام سے دو آدمیوں نے قبائلی سطح پر اسلامی حکومت قائم کی اور اس حکومت کو فروغ ملا جو بعد ازاں فروغ پاتے ہوئے خلافت عثمانیہ کی صورت اختیار کرگئی۔ اقبال نے اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ کیا:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے　　　پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اس تصور سے انہوں نے اس حقیقت کو واضح کیا قوم زوال کا شکار ہوکر دوبارہ عروج حاصل کرسکتی ہے، شکست کے بعد کامیابی کو پاسکتی ہے۔

امت کو شکست خوردہ کرنے کی سازش

اس سے اگلا تصور بھی وہ واضح کرتے ہیں برطانوی سامراج نے امت مسلمہ کے خلاف ایک بھیانک منصوبہ بنایا۔ 1914ء میں جنگ عظیم اول کے دوران اتحادیوں نے اسلام کی سیاسی قوت کا شیرازہ منتشر کردیا اور خلافت عثمانیہ کو ریزہ ریزہ کرکے بکھیر دیا۔ ترکی سیکولر سٹیٹ بن گیا۔ 1924ء میں کمال اتاترک نے ترکی کی خلافت کو سنبھالا تو اسے نام کی حد تک بھی قائم نہ رکھا اور خلافت کے خاتمے کا اعلان کیا۔ برطانوی سامراج نے

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے اس خطے میں ایسے اپنے پنجے گاڑے کہ رفتہ رفتہ وہ عرب ریاستوں عراق، مصر وغیرہ میں بھی اپنا قبضہ جمالیتا ہے۔ برطانیہ کی سلطنت اس قدر وسیع ہوتی ہے کہ اس کی نوآبادیات میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا اس سے قبل خلافت عثمانیہ تین سمندروں اور دو براعظموں پر قائم تھی۔ اسلام کو اپنے پنجہ استبداد میں جکڑا ہوا دیکھ کر برطانوی سامراج نے سابقہ دوصدیوں میں صلیبی جنگوں کا بدلہ لے لیا اور اسلام کے سیاسی غلبہ اور قوت کو منتشر کرنے کے بعد طاغوت نے یہ سمجھا کہ یہ کامیابی محاذ جنگ کی کامیابی ہے یہ محض سیاسی محاذ کی جیت ہے لیکن یہ شکست حتمی نہیں ہوسکتی اس لئے اس سامراج نے چاہا ان کی شکست کو شکست خوردگی میں تبدیل کیا جائے تاکہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوبارہ جی اٹھنے کی خواہش ہی مرجائے۔ اس لئے کہ شکست اور شکست خوردگی میں فرق یہ ہے۔ اگر پہلوان شکست کھا جائے اور گر پڑے مگر اس کا ذہن اس شکست کو تسلیم نہ کرے تو وہ انتقام کے لئے دوبارہ تیار ہوجاتا ہے اور پھر سے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرلیتا ہے مگر اگر وہ ذہن سے شکست کو تسلیم کرلے تو یہی شکست شکست خوردگی میں بدل جاتی ہے۔ اسی طرح اگر معاملہ فقط شکست تک رہے اور شکست خوردگی تک نہ پہنچے تو قوم زخمی شیر کا کردار ادا کرتی ہوئی دوبارہ اپنی قوت کو مجتمع کرکے ہارا ہوا میدان جیت سکتی ہے۔

شکست خوردگی کے لئے امت پر نظریاتی حملے

اس طاغوت اور سامراج نے قوم کو دائمی شکست سے ہمکنار کرنے کے لئے اور اس کی سیاسی شکست کو ذہنی اور فکری شکست خوردگی میں بدلنے کے لئے ذہنی سطح پر مایوسی طاری کرنے کے لئے اور مستقبل کی نسبت اعتماد کو مضمحل کرنے کے لئے اور بے یقینی پیدا کرنے کے لئے علمی، فکری، تعلیمی، مذہبی، سماجی، معاشرتی، معاشی، تہذیبی، ثقافتی الغرض ہر ہر شعبہ زندگی پر حملے کئے۔ ان حملوں کو تغیرات کا نام دیا گیا ہے ان تغیرات اور ان حملوں نے مسلمانوں کی سیاسی شکست کو ذہنی اور فکری شکست خوردگی میں بدلنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ سات طرح کے تغیرات تھے۔

۱۔ سیاسی فکر میں تغیر
۲۔ معاشی و اقتصادی فکر میں تغیر
۳۔ قانونی وفقہی فکر میں تغیر
۴۔ عمرانی اور سماجی فکر میں تغیر
۵۔ تہذیبی وثقافتی فکر میں تغیر
۶۔ دینی و مذہبی فکر میں تغیر
۷۔ تعلیمی وتربیتی فکر میں تغیر

امت مسلمہ کے اندر سات طرح کے فکری تغیرات ظاہر ہوئے۔

اسلام کی سیاسی فکر۔۔قوت نافذہ کی ضرورت

اسلام کے سیاسی فکر کے باب میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بیان کرتے ہیں اسلام کی سیاسی فکر ادیان

باطلہ پر دین حق کے سیاسی غلبے سے عبارت ہے۔ باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور پیغمبر انقلاب نے اپنے اسوہ مبارکہ میں ملت اسلامیہ کو جو سیاسی فکر دیا ہے وہ یہ ہے کہ امت مسلمہ سیاسی غلبے کے بغیر اپنا کھویا ہوا دینی، علمی، قومی، اسلامی، تہذیبی و ثقافتی اور اخلاقی و روحانی تشخص نہ بحال کرسکتی ہے اور نہ ہی حاصل شدہ تشخص کو برقرار رکھ سکتی ہے اور معمول بہ دین کے تین گوشوں کی افادیت اور نتیجہ خیزی کا انحصار سیاسی غلبے پر ہے۔ خواہ وہ گوشہ شریعت اسلامی کا ہو، طریقت اسلام کا ہو یا عقائد و مسالک امت کا ہو۔

سیاسی فکر میں یہ تبدیلی آئی کہ اب بحیثیت قوم مسلم دوبارہ ہم اپنی عالمی شناخت بحال نہیں کرسکتے۔ قرآن اور اسلام اس دنیوی زندگی میں حق و باطل کے معرکے میں حق کے غلبے و فتح کی کامیابی نہیں دے سکتے۔ اب ہمارا کام جدوجہد کرنا اور جہاد کرنا ہے کامیابی ملے یا نہ ملے۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ معروضی نتائج کے اعتبار سے اس دنیا میں کامیابی کی کوئی ضمانت نہیں۔ اس سوچ کے تحت لوگوں نے ''غلام اسلام'' کو قبول کیا اور ''حاکم اسلام'' کے لئے آمادہ نہ ہوئے جبکہ اسلام کی حقیقی سیاسی فکر یہ ہے کہ معروضی نتائج کے بارے میں باری تعالیٰ کا جو وعدہ ہے اسے ابدی ضابطہ اور اصولی ہدایت سمجھ کر موثر اور نتیجہ خیز سمجھا جائے۔ یہی وہ اسلام کی سیاسی فکر ہے جس پر ایک مسلمان کی زندگی کا انحصار ہے اور قوت نافذہ ہی اسلام کے معمول بہ دین کی حفاظت کرسکتی ہے اور ان کے اثرات سے معاشرے کو مستفید کرسکتی ہے۔

اسلام کی معاشی فکر۔ ہر فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل

اب ہم اسلام کے معاشی فکر میں تغیر کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو اس بات میں شک نہیں اسلام کی معاشی فکر اس نکتے پر رکھی گئی ہے کہ فلاح عامہ اور بنیادی ضروریات کی تکمیل ریاست کے ہر شہری کو میسر ہوں، اسلام میں لوگوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے منصب داری کا نظام تھا۔ لوگوں کے پاس جاگیریں بطور امانت تھیں لیکن معاشی تغیر کے ذریعے ان جاگیروں کی ملکیت امانت سے نکال کر ملکیت مطلقہ میں تبدیل کردیا گیا جس کی وجہ سے جاگیرداری نظام کا آغاز ہوا اور اس ملکیت مطلقہ کی وجہ سے سرمایہ داری نظام کی بنیادیں پڑیں۔

اسلامی اجتہاد ہی نئے مسائل کا حل

فقہی اور قانونی تغیر یہ ہوا کہ برطانوی سامراجی نظام کے آتے ہی شرعی عدالتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اسلامی نظام میں شرعی عدالتیں سپریم عدالتیں تھیں۔ عثمانی دور میں شیخ الاسلام کا حکم خلیفہ وقت کے حکم سے بالا تر تھا اسی دور میں اسلامی عدالت خلیفہ کی نامزدگی کو چیلنج کیا اور اسے کالعدم قرار دے دیا اور نئے استعماری نظام کے تحت قانون کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا۔ ایک شخصی قانون اور دوسرا سیکولر قانون۔ شخصی قانون یا فیملی لاء میں نکاح،

طلاق، وراثت، عبادات، طہارت، جنازہ جیسے مسائل آگئے جبکہ بقیہ ساری زندگی کے مسائل، سیاسی، معاشی، اقتصادی، عدالتی، حکومتی، بین الاقوامی، بنکاری، انشورنس، طبی میدان وغیرہ کے سارے مسائل کا تعلق سیکولر قانون کے ساتھ ہوگیا اور دوسرا تصور تقلید کا دیا گیا اور یہ بھی تقلید محض کا تصور تھا اب کسی کے مجتہد ہونے کی ضرورت ہی نہیں حتی کہ کسی دلیل کی بھی ضرورت نہیں فقط جو ائمہ نے بیان کردیا ہے اس کی پیروی کی جائے۔ اس کا ردعمل آیا اور کچھ لوگ فقہ ہی کے خلاف ہوگئے اور ائمہ اربعہ کے خلاف ہوگئے حالانکہ تقلید کا فی الحقیقت تصور یہ تھا چاروں ائمہ میں سے کسی کی پیروی کی جائے اور کوئی پانچواں نیا فقہی مذہب اب قائم نہ کیا جائے۔ جب بعض لوگوں نے فقہ سے اختلاف کیا تو انہوں نے اپنی رائے کو اجتہاد قرار دے دیا۔

اسلام کی سماجی فکر، جاہلیت آشنا اقدار سے اعراض

عمرانی اور سماجی فکر میں تغیر یہ آیا امت مسلمہ کی عمرانی وحدت دین کی بجائے وطن پرستی میں بدل گئی وطن پرستی نے اسلامی جذبہ اخوت کو ختم کردیا۔ اسلامی اخوت کی جگہ نسلی تفاخر اور خودپسندی نے لے لی، اس نسلی تفاخر نے قوم کو گروہ بندیوں میں تقسیم کردیا۔ میدان معاشرت کے اس بگاڑ نے قوم میں بخل، لالچ، مفاد، اکتناز کو فروغ دیا۔ جس کی وجہ سے میدان سیاست میں ہوس اقتدار ایک قاعدہ اور ضابطہ بن گئی اور اقتدار کے حصول کے لئے جائز و ناجائز کی تمیز ختم ہوگئی۔ برصغیر کے لوگ حمیۃ الجاہلیہ کے تحت عمرانی وحدت دین کے خلاف، وطن پرستی کے فتنے میں مبتلا ہوئے جس میں محمد حسین مدنی جیسے بڑے بڑے علماء بھی بہہ گئے۔ اقبال نے اس حقیقت کا ادراک کیا اور اس فتنے پر کاری ضرب لگائی۔ اس کے بعد ایک اور تغیر سے امت مسلمہ کو واسطہ پڑتا ہے وہ اس کی تہذیب و ثقافت کا تغیر ہے۔

اسلام کی تہذیبی فکر۔ اسلامی تہذیب سے گہری وابستگی اور تہذیبی دشمنوں سے چوکنا رہنا

جب اسلامی معاشرہ دینی اقدار کی پابندی سے آزاد ہوا تو پھر لادینی معیارات ہی دلکش اور دلفریب نظر آنے لگے۔ جب تہذیبی ادارے کمزور ہوئے تو قانون کمزور ہوا۔ حاکم وقت مضبوط ہوا۔ زندگی کو بقاء حلال کی بجائے حرام میں ملنے لگی۔ اسلامی اور انسانی اقدار مات کھاگئی۔ ہماری تہذیب و ثقافت پر تین طرح کے حملے ہوئے نظریاتی، ثقافتی، جذباتی جس کا نتیجہ اقبال کی زبان میں یوں ہوا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ہمارے کردار میں یکسانیت نہ رہی بلکہ منافقت درآئی جس کی طرف اشارہ حافظ شیرازی نے یوں کیا:

چوں خلوت می روند کار دیگر می کنند

ہماری جلوت اور ہے اور ہماری خلوت اور ہے۔ ہماری خلوت اورجلوت ایک واضح تضاد رکھتی ہے۔ ہماری تہذیب و ثقافت پر جو مستقل اور مسلسل حملہ کرنے کے لئے اور اس میں تشکیک اور ابہام پیدا کرنے کے لئے اور اس میں طرح طرح التباسات اجاگر کرنے کے لئے اور اسلامی تعلیمات کا اصل ماخذ یونانی افکار اور یہودیت و مسیحیت کو ثابت کرنے کے لئے اور اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے اور ہماری کچھ شخصیات کی تعریف کرکے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات پر تنقید کرکے اور اسلام کو اپنے راستے کی ایک بہت بڑی رکاوٹ سمجھ کر اس کے خلاف محاذ آرائی کرکے اور مسلمانوں کو باہم لڑا کر اور ان میں مختلف فتنوں کو ہوا دے کر اور ان کو کمزور سے کمزور تر کرنے کے لئے طبقہ مستشرقین کو وجود میں لایا گیا تاکہ اس طرح امت مسلمہ کی تہذیب و ثقافت دنیا کے لئے قابل رشک اور قابل تقلید نہ رہے۔

اسلام کی دینی فکر۔۔۔قرآن و سنت سے مضبوط تمسک

دینی اور مذہبی فکر میں یہ تغیر آیا کہ ہماری مذہبی فکر پر مادیت کا حملہ چار اعتبارات سے حکم الجاہلیۃ ظن الجاہلیہ، تبرج الجاہلیہ اور حمیۃ الجاہلیہ کی صورت میں کیا گیا پھر دوسرا حملہ اشراقیت کی صورت میں کیا گیا۔ شریعت اور طریقت میں دوئی پیدا کی گئی۔ تیسرا حملہ متنبیت کی صورت میں کیا گیا جس کے تحت دین اسلام کے ختم نبوت کے تصور اور عقیدہ پر حملہ کیا گیا اور چوتھا حملہ معرضیت کی صورت میں کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی نسبت محبت و عشق کو ہمارے دلوں سے نکالا گیا۔ جس کی طرف اقبال نے یوں اشارہ کیا:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات — اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

اور اس دینی اور مذہبی فکر میں تغیر کی وجہ سے یہ ہوا کہ ہماری زندگیوں میں دین عملاً آخرت کا حصہ بن کر رہ گیا اس کا زندگی کے عملی معاملات سے کوئی علاقہ نہ رہا۔ ہم علم بالوحی یعنی قرآن کی بجائے علم زائیدہ تغیرات اور تشریحات قرآن کو زیادہ پڑھنے لگے۔ ختم نبوت کے عقیدہ پر حملہ ہوا، تکمیل دین کا مفہوم، تکمیل فقہ سمجھ لیا گیا، جس کے تحفظ کے لئے قوت نافذہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ توحید کو ہم نے رسمی عقیدہ بنالیا اور نزول قرآن کے مقصد کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہم نے شرع اور منہاج میں فرق قائم کرلیا۔ ہم شرع پر تو ہیں مگر اس کی نتیجہ خیزی کے لئے منہاج سے بے نیاز ہوگئے۔ مذہبی فکر میں تغیر کی وجہ سے ہماری سیاست اور ہماری معیشت بھی آزاد ہوگئی۔ قرآن و سنت سے ہمارا تعلق اخذ ہدایت کا کمزور پڑ گیا، سلوک و روحانیت کے علوم بھی مراسم خانقاہ بن کر رہ گئے۔ جس کی وجہ سے روحانیت کے یہ چشمے سوکھ گئے جس کی طرف اقبال یوں اشارہ کرتا ہے:

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے　　　　وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

اسلام کی تعلیمی فکر۔۔۔ جدید و قدیم کو یکجا کیا جانا

اس کے بعد ہم تعلیمی فکر میں تغیر دیکھتے ہیں۔عمل، تغیر سے قبل اسلامی معاشرے میں دونوں علوم بیک وقت پڑھائے جاتے تھے ایک ہی درسگاہ میں تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، علم الکلام، علم المعانی اور علم البلاغہ بھی پڑھائے جارہے ہوتے اور اسی درسگاہ میں اسی وقت طب، ہندسہ، ریاضی، جغرافیہ، منطق، فلسفہ، تاریخ، فلکیات کے علوم بھی پڑھائے جارہے ہوتے۔ ان درسگاہوں میں بیک وقت رازی بھی نکلتے فارابی بھی نکلتے ابن سینا بھی ظاہر ہوتے اور جابر بن حیان بھی دکھائی دیتے۔ جدید و قدیم کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ دینی اور دنیوی کی کوئی تقسیم نہ تھی۔ مذہبی اور غیر مذہبی کی کوئی تفریق نہ تھی۔ سب کچھ ایک ہی جگہ پر تھا البتہ نصاب وقت کے تقاضوں کے ساتھ بدلتا رہا، مضامین کے نام بھی وقت کے ساتھ بدلتے رہے طبعیات، کیمیا، حیاتیات کے مضامین فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کے نام سے ان تعلیمی اداروں میں پڑھائے جاتے رہے۔

مدارس کا نصاقب وقت کے ساتھ بدلتا رہا، یہ اپنے ساتویں ایڈیشن میں نظام الدین سہالوی (۱۶۷۷۔۱۷۴۸) کے نام سے موسوم ہوا اور اب تک درس نظامی ہی کہلوارہا ہے۔ زندہ اور آزاد قومیں اپنے نصابات کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتی رہتی ہیں۔ آج نصاب میں پھر قرآن کو مرکزی حیثیت دینے کی ضرورت ہے۔ پہلے قرآن کو سمجھنے کے لئے تفسیر کی طرف گئے تفسیر کا موضوع یہ ہے کہ علم قرآن کیا ہے۔ قرآنی علوم کیا ہیں۔ ان کی توضیحات کیا ہیں جبکہ خود قرآن انسان کے عمل سے بحث کرتا ہے۔ اس لئے معاشرے میں تبدیلی علم سے نہیں عمل سے آتی ہے۔ جب تفسیر، قرآن کا بدل بن گئی تو معاشرے میں تبدیلی کے امکانات ختم ہوگئے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے امام رازی کی طرح قرآن سے سوال کرکے اپنے زمانے کے مسائل کا حل ڈھونڈا جائے جیسے انہوں نے یونانی فلسفے کا حل قرآنی تفسیر کی صورت میں دیا۔ آج ہمیں اپنے نصاب تعلیم کے ذریعے افکار اسلام کو اصل ماخذ سے فروغ دینا ہے اور نوجوان نسل میں کردار اسلام کو زندہ کرنا ہے۔

اسلام کی تربیتی فکر۔۔ فطرت بالقوۃ کو فطرت بالفعل پر غالب کرنا

تربیتی فکر میں تفسیر کے باب میں دیکھتے ہیں مغربی تہذیب نے ہمیں اپنی خواہشات کو آزادانہ عمل کے قالب میں ڈھالنے کی ترغیب دی جبکہ اسلامی تہذیب ہمیں یہ کہتی ہے ہم اپنی زندگی میں اور اپنی خواہشات میں اللہ کو حاکم جانیں اور اس کی فرمانبرداری اور رضا و خوشنودی کو اپنا مقصد حیات تصور کریں۔ اپنے اندر موجود فطرت بالقوہ کو غلبہ دیں اور فطرت بالفعل کو مغلوب کریں۔ اس لئے جو فکر غالب ہو، دینی فکر زمانے میں ٹھہرتی ہے۔

اسلامی فکر کبھی بھی مغلوب نہیں رہی، اسی طرح انسانی شخصیت کی تربیت فطرہ بالقوہ کو غالب کرنے اور فطرت بالفعل کو مغلوب سے پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔

فکر احیائے اسلام۔۔۔حقیقی اسلامی افکار کا احیاء ہے

خلاصہ کلام

امت مسلمہ کیونکر زوال کا شکار ہوئی، کن کن تصورات اور افکار کے ذریعے اسے شکست خوردہ بنایا گیا اور اس کی اجتماعی زندگی کو کن تغیرات سے ہمکنار کیا گیا، ان سب تغیرات کا عمیق نظر سے تجزیہ کرکے اور ان کی حقیقت کا ادراک کرکے ڈاکٹر طاہرالقادری نے عصر حاضر میں ان سے نجات کا نظری اور عملی طریق دیا ہے اور ان تغیرات کا عملی خاتمہ اپنی عالمگیر تحریک، منہاج القرآن انٹرنیشنل کے تمام شعبہ جات اور بین الاقوامی نیٹ ورک کے ذریعے کیا ہے جو ان کے فکر کے قابل عمل ہونے پر ایک واضح اور بین دلیل اور ثبوت ہے۔آج امت مسلمہ کے لئے من حیث المجموع یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اس میں یہ مرض زوال پایا جاتا ہے، کوئی بھی اس کی تشخیص صحیح ہے یا غلط، اگر ہم اس کو صحیح سمجھیں تو ان پھر تغیرات کے شعبوں کے عمائدین اور قائدین پر لازم ہے کہ وہ سیاسی فکر میں تغیر کا بھی موثر سدباب کریں اور معاشی فکر میں آنے والے مفاسد کا بھی خاتمہ کریں اور فقہی و قانونی زندگی میں آنے والے جمود کا نام و نشان بھی مٹائیں۔عمرانی اور سماجی فکر میں آنے والے مہلک تغیرات کی بھی اصلاح کریں۔تہذیب و ثقافت کے نام پر ہونے والے حملوں کا بھی تدارک کریں۔ دینی و مذہبی فکر میں رونما ہونے والے تغیرات کا دین کی اصل روح کے ساتھ خاتمہ کریں اور تعلیم و تربیت میں آنے والے تغیرات کو اسلامی فکر کی اصل جہات سے متعارف کرائیں۔

ان سامراجی و استعماری تغیرات کو امت مسلمہ کے وجود اور چہرے سے دور کرنے کے لئے ضروری ہے ہمارا بھی شخصیتوں میں ایک ایسا تغیر آئے کہ ہماری انا کا بت اصلاح احوال امت میں رکاوٹ نہ بنے۔ ہماری شخصی وجاہت کسی اعلیٰ فکر کو اختیار کرنے میں مزاحم نہ ہو، ہمارے ذاتی مفادات امت کے وسیع تر مفادات میں سدراہ نہ بنیں، ہماری ذاتی پسند اور ناپسند امت کی اصلاح احوال کی کاوشوں اور اس کے عروج و تمکنت کے سفر اور اس کی عظمت رفتہ کی بحالی اور احیائے اسلام اور اقامت دین کے عظیم مشن میں ممد و معاون تو بنے مگر رکاوٹ ہرگز نہ بنے اور اس راستے میں کوئی ڈر ہمیں ڈرا نہ سکے کوئی عداوت ہمیں اس راہ سے ہٹا نہ سکے۔ یہی فیصلہ ہی امت مسلمہ کے عروج کا فیصلہ بن جائے گا۔ بقول اقبال

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا	منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

نوٹ: اس مضمون کا زیادہ تر حصہ ''قرآنی فلسفہ انقلاب'' از ڈاکٹر طاہرالقادری سے ماخوذ ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا عزم مصمم

نازیہ عبدالستار

ہر انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور جن انسانوں سے اللہ تعالیٰ نے عظیم کام لینا ہوتا ہے ان کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی اہتمام فرماتا ہے۔ ان کی شخصیت، سوچ و فکر عام لوگوں سے بہت بلند ہوتی ہے کیونکہ ان کو دوسروں کی بھلائی کے لئے تیار کرتا ہے اور عام لوگوں کی حقوق کی بحالی کے لئے تیار کرتا ہے۔ ایسی ہی شخصیات میں سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت ہے جو 19 فروری 1951ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ تحریک منہاج القرآن کے بانی اور سرپرست اعلیٰ ہیں۔ اپنی تحریک کی بنیاد آپ نے 1980ء میں رکھی۔ آپ نے اپنی تحریک کے قیام کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''تحریک منہاج القرآن کے بپا کئے جانے کا مقصد اولین غلبہ دین حق کی بحالی اور امت مسلمہ کے احیاء و اتحاد کے لئے قرآن و سنت کے عظیم فکر پر مبنی جمہوری اور پرامن مصطفوی انقلاب کی ایک ایسی عالمگیر جدوجہد ہے جو ہر سطح پر باطل، طاغوتی، استحصالی اور منافقانہ قوتوں کے اثر ونفوذ کا خاتمہ کردے''۔

یہ عظیم فکر ایسے ہی وقوع پذیر نہیں ہوئی اس کے پیچھے چھ مراحل ہیں جنہوں نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو ایک شعور مقصدیت دیا اور آپ کی سوچ وفکر کو جلا بخشی۔

ا۔ شعور مقصدیت

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی جو ڈاکٹر محمد علامہ اقبال کے شاگرد رشید تھے انہوں نے آپ کو شعور مقصدیت کی سمت عطا کی۔

۲۔ انقلابی جوش و ولولہ

چائنی کمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین ماؤزتنگ نے آپ کو انقلابی جوش و ولولہ عطا کیا جس کے باعث وہ چائنی قوم میں جو ہر وقت نشہ میں دھت رہتی تھی اس میں انقلاب لانے میں کامیاب ہوگئے کیونکہ ماؤزتنگ کو اپنی

ذہانت پر مکمل یقین تھا کہ وہ چین کی تقدیر کو بدلنے کی اہلیت رکھتا ہے جبکہ مسلمانوں سے غلبہ دین حق کی جدوجہد کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ آیا دین حق کی جدوجہد کامیاب ہوگی تو جواب ملتا ہے محنت کرنا ہمارا فرض ہے کامیابی اور ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر نتائج نہ بھی پیدا ہوئے مگر قیامت کے دن اللہ اجر عطا فرمائے گا۔ اس بات نے شیخ الاسلام کی زندگی میں ایک ہیجان پیدا کر دیا کہ ایک غیر مسلم کو اپنی جدوجہد کا اتنا یقین اور مسلمانوں کو غلبہ دین حق کی جدوجہد کی اتنی بے یقینی لہٰذا آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر کوئی بھی شخص بھرپور لگن و ولولہ سے کسی کام کی جہد کرتا ہے آخر کار اس کو پالیتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

لیس للانسان الا ماسعی. انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ جدوجہد کرتا ہے۔

لہٰذا یہ کیونکر ممکن ہے اگر مسلمان اخلاص نیت سے دین کا کام کرے اور اس میں اللہ کی مدد و نصرت شامل حال نہ ہو۔

۳۔ جمال الدین افغانیؒ

مسلم سکالرز نے شیخ الاسلام کی زندگی کو نئی جہت دی۔ جس میں جمال الدین افغانی کا نام سرفہرست ہے جمال الدین افغانی کے افکار سے آپ کو ہر مسئلہ کو ملی سطح پر سوچنے کا شعور ملا۔ آپ کے اندر روح بیدار ہوئی کہ امت مسلمہ کے ابتر حال کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے الیکشن کمیشن کی اصلاحات کروائیں۔ عوام کے حقوق کی بحالی کے لئے ریلیاں اور دھرنے دیئے۔

۴۔ فکر اقبالؒ کا مطالعہ

فکر اقبال نے آپ کو ملت اسلامیہ سے محبت کی دولت سے نوازا کہ کیسے علامہ محمد اقبالؒ نے امت مسلمہ کے لئے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا کیونکہ وہ مسلمانوں سے ہونے والی زیادتیوں کے باعث جان چکے تھے۔ ہندو مسلم دونوں ایک خطے میں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے الگ وطن کی ضرورت ہے۔ دراصل آپ نے ایک مسلم قوم کے درد کو محسوس کیا کہ مسلمان عتاب میں ہے۔

۵۔ تعلیمات نبوی ﷺ کا مطالعہ

فکر اقبال کا مطالعہ کرنے کے بعد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا گہرا مطالعہ اس نظر سے کیا کہ جہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو حضور نبی اکرم ﷺ نے کیسے اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ انسان کو انسان کے حقوق سے آشنا کر دیا۔ دشمن کو دوست بنا دیا۔ لہٰذا سیرت الرسول ﷺ کے مطالعہ نے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو انقلابی جدوجہد کے لئے صحیح سمت عطا کی۔

٦۔ انوار الٰہیہ کا نزول

سیرت کے مطالعہ کے ساتھ انوار الٰہیہ کے نزول اور بشارات سے آپ کو کامیابی کا یقین پیدا ہوا اور اسی یقین کے ساتھ آپ نے اپنے دعوتی کام کا آغاز کیا۔

شیخ الاسلام کے دروس قرآن پورے ملک میں عام ہوگئے، اسی دوران آپ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اسلامک لاء پر لیکچر دیتے رہے پھر وہ فیڈرل منسٹری آف ایجوکیشن کے ممبر بنے۔ بعد ازاں فیڈرل شریعت کورٹ میں جیورسٹ کنسلٹنٹ مقرر ہوئے۔ ان کی شاندار صلاحیتوں کی وجہ سے ان کی شہرت مزید بڑھی تو ٹی وی پر ان کے پروگرام فہم قرآن نے بھی ان کی مقبولیت میں بے انتہا اضافہ کیا۔ انہوں نے اپنی کاوشوں کو عالمی سطح تک پہنچانے کے لئے 1995ء میں تعلیمی منصوبہ کا آغاز کیا جسے غیر سرکاری سطح پر دنیا کا سب سے بڑا تعلیمی منصوبہ کہا جاتا ہے۔ اس کے تحت پاکستان کے طول وعرض پر 572 تعلیمی ادارے قائم ہیں۔ 2005ء میں لاہور میں قائم کردہ انکی منہاج یونیورسٹی ہائر ایجوکیشن آف پاکستان کی طرف سے چارٹر کردی گئی جسے 2009ء میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے کیٹگری X سے W میں ترقی دی گئی۔ یہاں سے فارغ التحصیل طلباء و طالبات سینکڑوں کی تعداد میں اندرون اور بیرون ملک دعوتی وتربیتی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔ شیخ الاسلام کی دعوتی و انقلابی سرگرمیاں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ آپ نے ہر وہ چیز کو یقین اور حقیقت کا رنگ دیا جس کے بارے میں لوگ تصور کرتے تھے ایسا ناممکن ہے۔

اس میں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس مینار پاکستان کا اجتماع ہو یا شہر اعتکاف کی صورت میں حرمین شریفین کے بعد دنیا کا سب سے بڑا عالمی اجتماع یا ماہانہ ختم الصلوۃ کی محفل کے ذریعے بھٹکی ہوئی انسانیت کو عشق رسول ﷺ سے آشنا کرنا ہو شیخ الاسلام کی خلوص نیت اس میں مضمر ہے۔ اللہ رب العزت پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ نے بڑے بڑے پروجیکٹ کا آغاز کیا جس میں گوشہ درود جو منارۃ الصلوۃ کے نام سے معروف ہے اس میں چوبیس گھنٹے آقا علیہ السلام کی ذات پر درود پڑھا جاتا ہے اس کے علاوہ ماہانہ ختم الصلوۃ کی محفل کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں اندرون و بیرون ممالک میں پڑھا گیا درود حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

آغوش پروجیکٹ

آغوش کے نام سے یتیم بچوں کے لئے شروع کیا گیا پراجیکٹ پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ بچیوں کے لئے بیت الزہرہ کا قیام انسانی فکر کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ ان تمام پراجیکٹ کا پایہ تکمیل تک پہنچنا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کسی کام کو کس قدر مصمم ارادے سے سرانجام دیتے ہیں۔ اگر کوئی بھی کام ایک انسان خلوص نیت سے کرتا ہے تو اس کام میں اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز انسان کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہے مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا

ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ. (الذاریات: ۵۶)

''اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں''۔

لہٰذا جب کوئی انسان محنت اور لگن سے دین کے کام کو سرانجام دیتا ہے تو یہ عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

کوئی بھی کام جو اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جائے وہ عبادت شمار ہوتا ہے۔ اللہ اس کے ہر کام میں اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے سننے کو اپنا سننا کہتا ہے اور اس کے چلنے کو اپنا چلنا فرماتا ہے۔

حدیث قدسی ہے: اگر بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔ میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

ایسے ہی شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب وخلیفہ بناتا ہے اور دنیا کی ہر چیز اس کے قدموں میں رکھ دیتا ہے اگر وہ بندہ سوال کرتا ہے تو وہ ٹالتا نہیں۔

ایسے بے شمار کام جس کے بارے میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سوچا اور وہ پایہ تکمیل کو پہنچ گئے۔ یہ ان کی خلوص نیت اور جہد مسلسل کا نتیجہ ہے کہ بڑے سے بڑا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ شیخ الاسلام کی یہ کاوشیں بنی نوع انسان اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے لئے نفع رساں ہو۔ **خیر الناس من ینفع الناس.**

شیخ الاسلام کا کام بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لانا اور پسی اور لاچار مخلوق کو ان کے حقوق دلانا ہے۔ جس کے لئے 1989ء کو آپ نے پاکستان عوامی تحریک کے نام سے ایک سیاسی جماعت بنائی جس کا بنیادی مقصد پاکستان میں انسانی حقوق اور عدل و انصاف کی فراہمی، خواتین کے حقوق کا تحفظ، تعلیم وصحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی۔ ملکی سیاست سے کرپشن کا خاتمہ۔ انہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں ملک پاکستان کی عوام کے حقوق کی بحالی کے لئے صرف کررکھی ہیں مگر کرپٹ، حکمران اس ملک کی عوام کا خون چوسنے کے درپے ہیں۔ غریب اپنی عزت اور ضمیر کا سودا کررہے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں جبکہ امیر صرف اپنی تجوریاں بھرنے کی فکر میں مصروف ہیں۔ ان کو دوسروں کے دکھ درد کا کوئی احساس نہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے: ''وہ شخص مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے مگر اس کا ہمسایہ بھوکا رہے''۔

شیخ الاسلام نے اس جنون و ولولہ کے ساتھ اپنے عزم کا آغاز کیا۔ اب ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب پاکستان میں جلد ہی مصطفوی انقلاب کا سورج طلوع ہوگا کیونکہ ہر عروج کو زوال ہے۔ باقی رہنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ان حکمرانوں کو بھی ضرور زوال آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔ لہٰذا حکمرانوں کو اپنے اعمال پر نظر ثانی کرنی چاہئے اور ہر حقدار کو اس کا حق دینا چاہئے۔

گلدستہ

مرتبہ: ملکہ صبا

چکن کارن سوپ

بون لیس میں چکن سوگرام، انڈا ایک عدد، کارن فلاز چار کھانے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، کالی مرچ ایک چوتھائی چائے کا چمچ، وائٹ پیپر ایک چوتھائی چائے کا چمچ، یخنی تین کپ، گاجر ایک عدد، پیاز آدھی، ہری پیاز ایک عدد، سوئیٹ کارن ایک کپ۔

ترکیب

تین کپ یخنی چکن ڈال دیں، پھر پیاز، گار، ہری پیاز ڈال کر ڈھکن لگاکر دس سے پندرہ منٹ پکائیں پھر سبزیاں چھان لیں۔ وائٹ پیپر، کالی مرچ اور سوئیٹ کارن ڈالیں۔ ایک چھوٹے پیالے میں چار کھانے کے چمچ کارن فلار پانی میں گھول لیں اور آہستہ آہستہ یخنی ملادیں ایک انڈا پھینٹ کر سوپ میں ملادیں تیار ہوجائے تو پیش کریں۔

خشک بالوں کی خوبصورتی برقرار رکھنے کے ٹوٹکے

بالوں کی خوبصورتی کا راز ان کے گھنے پن نرمی اور چمک میں ہے اور یہ چمک بالوں کی صحت میں پوشیدہ ہے۔ صحت مند بال اگر اچھی طرح دھوئے جائیں تو ان میں چمک خود بخود پیدا ہوجاتی ہے اور اگر ان کی باقاعدہ دیکھ بھال اور حفاظت نہ کی جائے تو بال خشک اور روکھے ہوجاتے ہیں اس کے علاوہ بھی بالوں کے خشک ہونے کی اور بھی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں اگر آپ کے بال بھی خشک، سوکھے اور روکھے ہیں تو ان ہدایات پر عمل کریں۔

☆ خشک بالوں کو باقاعدگی سے نہ دھوئیں اس کے علاوہ خشک بالوں کو دھوتے وقت ایسے شیمپوز اور پراڈکٹس استعمال کریں جن میں خشکی پیدا کرنے والے اجزا کم اور سلیکون کی وافر مقدار موجود ہوتا کہ بال سلکی اور نرم رہیں اور ان میں کنگھی کرنے میں دشواری کا سامنا نہ ہو۔

☆ بالوں کو ڈرائی کرنے کے لئے ہیئر ڈرائیر کے استعمال کی بجائے انہیں قدرتی طور پر خشک ہونے دیں اس سے بال نرم اور سلکی رہیں گے اس کے علاوہ سر اور بالوں کا مساج سر میں خشکی ختم کرنے اور انہیں جڑوں سے مضبوط کرنے میں اہم ثابت ہوسکتا ہے۔

☆ خشک بالوں کو بہت گرم پانی سے نہ دھوئیں کیونکہ گرم پانی بالوں کی چمک ختم کردیتا ہے اور انہیں خشک بناتا ہے۔

ہمیشہ خشک بالوں کو پہلے نیم گرم پانی سے اچھی طرح سے شیمپو سے دھوئیں اور اس کے بعد عام پانی سے دھولیں اس سے بالوں میں چمک آتی ہے اور

بالوں کی خشکی ختم ہوجاتی ہے اس کے علاوہ بالوں کو سنوارنے والے ٹولز مثلاً کنگھی وغیرہ معیاری قسم کی استعمال کریں، ٹوٹی، چھوٹی اور گندی کنگھی بالوں کو توڑتی ہے۔ کنگھی نہ تو خشک بالوں میں کریں اور نہ ہی گیلے بالوں میں بلکہ بال ہلکے نم ہوں تب ان میں کنگھی کریں اس سے بال ٹوٹتے نہیں۔

﴿اچھی باتیں﴾

☆ زندگی کو ضروریات میں رکھو! خواہشات کی طرف نہ لے جاؤ ضروریات فقیروں کی بھی پوری ہوتی ہیں اور خواہشات بادشاہوں کی بھی رہ جاتی ہیں۔ (حضرت علیؓ)

☆ تم دشمن کے درمیان ایسے رہو جیسے ایک زبان 32 دانتوں کے درمیان رہتی ہے ملتی سب سے ہے مگر دبتی کسی سے نہیں۔

☆ پرندے اپنے پاؤں اور انسان اپنی زبان کی وجہ سے جال میں پھنستے ہیں۔ گفتگو میں نرمی اختیار کرو کیونکہ لہجوں کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔

☆ اپنی زبان کو سلام کرنے کا عادی بنالو اس سے دوست بڑھتے ہیں اور دشمن کم ہوتے ہیں۔

☆ زندگی میں دو نصیحت پر عمل کرنا ہمیشہ کے لئے کامیاب ہوجاؤ گے۔

۱۔ نماز مت چھوڑنا۔ زندگی کی برکتیں اس میں ہیں۔

۲۔ اپنی نظر کی حفاظت کرنا۔ گناہ کی بنیاد یہیں سے ہوتی ہے۔

☆ لوگوں کے خوف سے حق بات کہنے سے نہ رکو کیونکہ نہ تو کوئی موت کو قریب کرسکتا ہے اور نہ کوئی رزق کو دور کرسکتا ہے۔

مچھلی اور اس کے فوائد

ہمارے ملک میں عموماً روہو، مہاشیر، کھگا، موری، ملی اور جھنگا مچھلی شوق سے کھائی جاتی ہے دریائے سندھ میں اس کی ایک قسم جسے پہلا اور پلو مچھلی کہتے ہیں۔ مچھلی میں پانی اٹھہتر فیصد، لحمی اجزاء بائیس فیصد اور تھوڑی مقدار میں نمک، چونا، فاسفورس اور فولادی اجزاء کے ساتھ حیاتین الف اور چربیلے اجزاء بھی ہوتے ہیں۔ نشاستہ دار اجزاء اس میں نہیں ہوتے ایک چھٹانک مچھلی میں باون حرارے ہوتے ہیں۔ یہ تین چار گھنٹے میں ہضم ہوتی ہے۔ ایک پاؤ تلی ہوئی مچھلی ایک وقت کی غذا کا بدل ہوجاتی ہے۔ یہ بدن میں خون پیدا کرتی ہے۔ بلغم کی پیدائش کم کرتی، دل، جگر، دماغ، گردوں اور اعصاب کو طاقت دیتی ہے اور حرارت غریزی پیدا کرکے بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی قوت مدافعت پیدا کردیتی ہے۔ یہ معدہ پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتی اور گیس اور کمزور معدہ والوں کے لئے اچھی غذا ہے۔ بھونی ہوئی مچھلی سب سے زیادہ غذائیت رکھتی ہے۔ اس کے بعد شوربے دار سالن ہوتا ہے۔ مچھلی کے ساتھ یعنی جب تک وہ معدے میں ہضم نہ ہوجائے دودھ پینے سے پرہیز ضروری ہے۔ پرانے حکیموں نے اس سے جزام اور برص ہونے کا خطرہ ظاہر کیا ہے۔

ہمتوں کا نشاں جرأتوں کی زباں

فہم و ادراک، شعور، عرفان و آگہی
میخانہ منہاج کی طاہر ہے زندگی

در کھولتا ہے رحمت کے جو کرتا ہے گفتگو
بچا رہا ہے دین مصطفیٰ کی آبرو

دیکھو تو کوہِ گراں ہے اِک وقار ہے
دریاؤں کی طرح رواں لگاتار ہے

اور ہر اک حرف گویا حق کی پکار ہے
ہر لمحہ حسین تر جس کا معیار ہے

ہر فن پہ ہر سخن پہ گرفت خوب ہے
اور دامن میں لئے چل رہا صبر ایوبؑ ہے

میرے وطن کی نیا کنارے لگائے گا
میرے قائد کے حوصلوں سے انقلاب آئے گا

آؤ پیغامِ طاہر ہر سو پھیلائیں ہم
اور قائد کے افکار کی شمع جلائیں ہم

آؤ بنیں ہم ہی اجالوں کے نقیب
ہم کو عطا ہوچکا طاہر سا جب طبیب

آؤ طاہر کے سنگ چلیں تقدیر بدل دیں
سارا نقشہ بدل دیں یہ تصویر بدل دیں

آؤ وطن کا جھومر مل کر سجائیں ہم
اور اس کے حسین ماتھے سے کالک مٹائیں ہم

کیونکہ میرا طاہر ہے وقت کی اذان
ہمتوں کا نشان جراتوں کی زبان

(توقیر کوثر توقیر)

تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

32ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس (23 دسمبر 2015ء)

تحریک منہاج القرآن کے زیرِاہتمام 32 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس 23 دسمبر 2015ء کی شب مینار پاکستان کے سبزہ زار میں منعقد ہوئی، جس سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب کیا۔

کانفرنس کی صدارت شہزادہءغوث الوریٰ جگر گوشہ قدوۃ الاولیاء حضرت پیر السید محمود محی الدین القادری الگیلانی نے کی جبکہ جامعہ الازہر مصر کے کالج آف شریعہ و قانون کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار الجبالی، جامعہ الازھر کے کالج آف اصول الدین کے پرنسپل اور پروفیسر آف اسلامک فلاسفی ڈاکٹر عبدالرحیم نے عالمی میلاد کانفرنس میں خصوصی شرکت کی۔ میلاد کانفرنس میں منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، سابق نگران وزیراعلیٰ بلوچستان نواب غوث بخش باروزئی، پیر صاحبزادہ قمر سلطان امیر افضل، مفتی عبدالقیوم خان ہزاری، مفتی عبدالقوی، مجلس وحدت المسلمین کے رہنما علامہ ناصر شیرازی، مسیحی رہنما ڈاکٹر فادر جیمز چنن، رہنما منہاج القرآن انڈیا سید نادعلی، رہنما منہاج القرآن انڈیا کان پور عبدالحمید چاند، امیر تحریک صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور، علامہ فرحت حسین شاہ، علامہ صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری، علامہ امداد اللہ خان قادری، صاحبزادہ تسلیم احمد صابری، علامہ میر آصف اکبر قادری سمیت علماء و مشائخ کی بڑی تعداد شریک ہوئی، کانفرنس میں پاکستان اور دیگر ممالک امریکہ، ڈنمارک، سپین، اٹلی، سعودی عرب، کویت، بحرین، آسٹریا، فرانس، یوکے، افغانستان، کینیڈا، مصر اور انڈیا سے عوامی، سیاسی، سماجی حلقوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد شریک ہوئے۔

مینار پاکستان شب بھر آمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرحبا مرحبا اور مصطفوی انقلاب کے پر جوش نعروں سے گونجتا رہا۔ فجر کے وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کی ساعت کے موقع پر شرکاء نے تعظیماً کھڑے ہو کر ولادت پاک کی خوشی کا اظہار کیا، فضاء میں کبوتر چھوڑے گئے اور آتش بازی کا شاندار مظاہرہ کیا گیا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ سے وابستہ عہدیداروں و کارکنان کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ خواتین کیلئے الگ پنڈال بنایا گیا تھا۔ ایم ایس ایم اور یوتھ لیگ کے سینکڑوں کارکنان نے سکیورٹی کے فرائض انجام دیئے، ملک بھر سے آئے ہوئے ممتاز ثناء خوان رسول نے نعتیں پیش کر کے سماں باندھے رکھا، منہاج القرآن علماء کونسل کے رہنما مہمانوں کو خوش آمدید کہتے رہے، مہمانوں کی آمد کا سلسلہ دوپہر دو بجے شروع ہو گیا تھا۔ منہاج القرآن کی طرف سے ہزاروں شرکاء کیلئے ضیافت میلاد کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ شرکاء کی سہولت کیلئے پنڈال کے اطراف میں بڑی بڑی سکرینیں نصب کی گئی تھیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مینار پاکستان پر منعقدہ فقید المثال عالمی میلاد کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت کے صدقے لوگ موسمی حالات کی پروا کئے بغیر چلتے پھرتے اور جدوجہد کرتے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کے عظیم کارکنان کی استقامت کا مقابلہ کوئی جماعت نہیں کرسکتی، جس کی وجہ محبت وعشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ محبت ایک جذبہ ہے، جو دل میں پیدا ہوتا اور فروغ پاتا ہے اور پھر اعمال اس محبت کا ثبوت بنتے ہیں۔ جب انسان کو دنیا سے محبت ہوجائے تو وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے۔ دنیا کی محبت ایک زینت ہے، جو کبھی حقیقت نہیں ہوتی۔ دہشت گردی کی محبت غلط نظریئے اور باطل کی محبت ہے۔ دہشت گرد باطل کی محبت میں جان لیتے اور جان دیتے ہیں، جو سراسر کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے عملی ثبوت کیلئے اطاعت ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیمانہ قرار دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے آل واصحاب اور اولیاء اللہ کی محبت دراصل محبت الٰہی کی شاخیں ہیں۔ غربت وافلاس محبت کی علامتوں میں سے ہے۔ وہ امارت قبول نہیں جو بندے کو بے غیرت بنا دے۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محبت و ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو ہر آن، ہر گھڑی، ہر لمحہ تیار رہتے تھے۔ محبت جان کے خوف سے بے نیاز کر دیتی ہے، صحابہ کرام اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر دیوانہ وار حضور پر اپنی جان قربان کردیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے مظاہر قیصر وکسریٰ کے بادشاہوں نے بھی دیکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت قبر میں بھی انسان کی نجات کا ذریعہ ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرب قیامت میں ایمان سمٹ کر مدینہ منورہ میں آ جائے گا، گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مدفن کو ایمان کی پناہ قرار دیا، روضہ اطہر کو قیامت میں بھی فنا نہیں آئے گی۔ اگر ایمان کی پناہ مدینہ منورہ میں ہے تو اہلِ ایمان کو بھی پناہ وہیں سے ملے گی۔ اسلام پر زندگی اور ایمان پر موت کی ضمانت تعلق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منحصر ہے۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتوحاتِ یمن وشام کے بعد صحابہ کرام کو مدینہ چھوڑنے سے منع فرمایا کیونکہ ایمان کی سلامتی مدینہ منورہ میں ہے۔ اعمال کا ثواب مکہ میں ہے، مگر ایمان کی سلامتی اور خاتمہ بالایمان کی ضمانت مدینہ منورہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے، جس دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت رچ بس جائے۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ دنیا قیام امن کیلئے صاحب گنبد خضریٰ سے رہنمائی لے، اسلامی معاشرہ عدل و انصاف، برداشت اور انسانی حقوق کے احترام کے بغیر قائم نہیں ہوسکتا، کرپشن، معاشی استحصال، قتل و غارت گری، ناانصافی اور انتہا پسندی کافرانہ نظام کی پہچان ہیں۔ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری انسانیت کیلئے امن اور رحمت کا پیغام بن کر آئے اور انہوں نے ہمیشہ مظلوم، غریب اور یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ ان کا سچا امتی سوسائٹی کے کمزور طبقات پر ظلم نہیں کرسکتا۔ ضرب امن سے جہالت کے اندھیروں کو روشنی میں بدلا

جائے۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تنگ نظروں، انتہا پسندوں، علم کے دشمنوں، خودکش بمباروں اور مذہبی سوداگروں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

انہوں نے کہا کہ پیغمبر امن و محبت کے مبارک یوم ولادت کی نسبت سے نوجوانوں اور طلباء و طالبات سے کہتا ہوں باطن کی روشنی اور حق تک رسائی کیلئے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزانہ کی بنیاد پر اپنے مطالعہ میں شامل کریں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم نوجوان اپنی تعلیم اور مطالعہ کو با مقصد بنائیں اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنت سمجھ کر علم حاصل کریں اور اسے فروغ دیں، پڑھے لکھے نوجوان وقت کے خارجیوں، دہشتگردوں، اسلام اور انسانیت کے دشمنوں کے باطل اور گمراہ نظریات سے اپنے حلقہ احباب کو بچائیں۔ انہوں نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن نے دہشت گردی کے خاتمہ اور فروغ امن نصاب مرتب کر کے اپنی اسلامی، ملی، قومی و بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے، نوجوان امن کے سفیر بن کر امن اور محبت کے اس پیغام کو گوشے گوشے تک پہنچائیں۔

خطاب کے آخر میں انہوں نے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ تحریک منہاج القرآن عوام الناس میں جس ضربِ امن کا آغاز کر رہی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں امن کے فروغ کی کاوش ہے۔

عالمی میلاد کانفرنس کے اختتام پر پاکستان کی سلامتی، خوشحالی اور آپریشن ضرب عضب کی کامیابی کیلئے خصوصی دعا ہوئی۔ شیخ الاسلام نے کہا آپریشن ضرب عضب میں حصہ لینے والے اسلام اور پاکستان کے سچے سپاہی اور قوم کے ہیرو ہیں، ہم ان کی حفاظت اور کامیابیوں کیلئے دعا گو ہیں۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام 'پیس گالا' تقریب

لاہور (2 جنوری 2016ء) منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام پی سی ہوٹل لاہور میں ''پیس گالا'' تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری تھے، چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب میں ممتاز اداکارہ بہار بیگم، نیشو بیگم، آمنہ بخاری، ماہ رخ جنید، ثوبیہ جنید، اقراء عثمان، قدسیہ، ثمن اشفاق، قدسیہ بشارت، مہوش شاہد، ام فروا، حمیرا حیدر، انعم فوزیہ، پروفیسر رفعت مظہر، ڈاکٹر سیمی بخاری، عطیہ زیب، ڈاکٹر صباء، شازیہ انوری، ثوبیہ بخاری، توشبیہ سرور، آسیہ فاطمہ، فخر النساء، نیشو اقبال، فرحت اقبال، آمنہ سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی ممتاز خواتین نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام مجید اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی صدر فرح ناز نے خطبہ استقبالیہ دیا اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض طاہرہ خان اور سدرہ خرم نے انجام دیئے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''پیس گالا'' سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپریشن ضرب عضب کو ناکام بنانے کیلئے دنیا کی سب سے بڑی دہشت گرد تنظیم داعش پاکستان میں اپنا نیٹ ورک پھیلا رہی ہے، اس کا ہدف آپریشن ضرب عضب ہے، داعشانہ طرز کی سرگرمیاں رکھنے والے حکمرانوں کی سرپرستی اور معاونت اسے حاصل ہے، سانحہ ماڈل ٹاؤن داعش کی طرز کی دہشت گردی تھی، دہشت گردوں کے خلاف لڑنا فوج کے ساتھ ساتھ پاکستان کے ہرفرد کی ذمہ داری ہے، دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمہ اورفروغ علم وامن کیلئے خواتین کا ماضی کی نسبت آج کہیں زیادہ اہم کردار ہے، اسلام نے خواتین کو مردوں سے بڑھ کرعزت اور مقام دیا ہے۔
ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ پاکستان میں تیس سال سے دہشتگردی کا نیٹ ورک کام کررہا ہے، مقامی سہولت کاروں کے بغیر بیرونی دہشتگرد اور تنظیمیں یہاں کارروائیاں نہیں کرسکتیں، تعلیم سے محروم رکھنا، انصاف نہ دینا، روزگار نہ دینا بالواسطہ طور پر دہشتگردی کوفروغ دینے کے اقدامات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں ویژن سے محروم لیڈروں نے پرامن ملک کو دہشتگردی کی نرسری میں تبدیل کر دیا، کرپٹ اور معاشی دہشتگرد حکمران صرف اورصرف اپنے آپ کواور اپنی نسلوں کو پال رہے ہیں۔
پیس گالا کے اختتام پر اسلام آباد سے آئی ہوئی ماہر تعلیم عذرا بیگم، نیشو اورلبنیٰ نسیم نے ویمن لیگ میں شرکت کا اعلان کیا۔ ویمن لیگ کی رہنماؤں عائشہ مبشر، محترمہ زینب نے مہمان خواتین کا آمد پران کا شکریہ ادا کیا۔

جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کا پانچواں کانووکیشن

جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کا پانچواں کانووکیشن 27 دسمبر 2015ء کو ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہوا، جس کی صدارت بانی وسرپرست اعلیٰ تحریک منہاج القرآن و شیخ الجامعہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کی۔ کانووکیشن میں جامعہ الازہر مصر کے کالج آف شریعہ و قانون کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار الجبالی، جامعہ الازہر کے کالج آف اصول الدین کے پرنسپل اور پروفیسر آف اسلامک فلاسفی ڈاکٹر عبدالرحیم البیومی، چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، بورڈ آف گورنر منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، سابق نگران وزیراعلیٰ بلوچستان نواب غوث بخش باروزئی، سابق وزیراعلیٰ پنجاب افضل حیات، سابق وزیر تعلیم پنجاب میاں عمران مسعود، سینئر تجزیہ نگار سلمان عابد نے خصوصی شرکت کی۔
کانووکیشن میں 360 طلبا و طالبات کو ڈگریاں دی گئیں۔ جامعہ الازہر مصر کے کالج آف شریعہ و قانون کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار الجبالی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم البیومی، چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، شیخ الحدیث پروفیسر محمد معراج الاسلام، شیخ اللغہ والادب پروفیسر ڈاکٹر محمد نواز ظفر، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، مفتی راغب حسین نعیمی، وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر اسلم غوری، پرنسپل ایف سی کالج ڈاکٹر چارلس ایم ریمزے، مفتی ارشد القادری، ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز

گنڈاپور، ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی، ریسرچ سکالر محمد فاروق رانا، ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی، ڈاکٹر خان محمد ملک، پرنسپل منہاج کالج برائے خواتین ڈاکٹر ثمر فاطمہ کو اعلیٰ تعلیمی خدمات پر خصوصی شیلڈز دی گئیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کانووکیشن کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری شناخت صرف علم اور کردار سے ہے۔ درس و تدریس کوئی پیشہ ہے اور نہ کاروبار، علم پھیلانا اور علم حاصل کرنا اللہ کا حکم اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب سنت ہے۔ انہوں نے طلباء و طالبات پر زور دیا کہ وہ علمِ نافع کے حصول میں کوشاں رہیں۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ قرون اولیٰ کے مسلم حکمران فرائض منصبی کی ادائیگی کے بعد بقیہ وقت لائبریریوں اور اہل علم کی مجالس میں گزارتے تھے، آج صورت حال الٹ ہو چکی ہے۔ آج پارلیمنٹ یا کابینہ کا حصہ بننے کیلئے علم، دیانت، شرافت کوئی پیمانہ نہیں رہا۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کو اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کیلئے علم و تحقیق کی طرف آنا ہو گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم حاصل کرنے کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ عملی سر پرستی کی۔ جنگی قیدیوں کو پڑھانے کے عوض رہائی دیتے تھے۔ عہد نبوی میں علم و ذکر کے حلقے سجتے تھے مگر پیغمبر اسلام نے ترغیب علم کی غرض سے حلقہ علم کو حلقہ ذکر پر ترجیح دی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم کی وجہ سے فرشتوں پر فضیلت دی۔ انہوں نے نوجوان طلباء و طالبات سے کہا کہ علم کو علم نافع بنانے کیلئے اچھے کردار اور اخلاق حسنہ کے پیکر بنیں۔

کانووکیشن سے پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالستار الجبالی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم البیومی، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، پرنسپل جامعہ منہاج القرآن ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی نے خطاب کیا۔ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کی طرف سے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو دی جانیوالی خصوصی شیلڈ حماد مصطفیٰ المدنی نے وصول کی۔

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کی قومی طلبہ کانفرنس

لاہور (3 جنوری 2016) مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کی طرف سے ایوان اقبال لاہور میں قومی طلبہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب کیا۔ کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک خرم نواز گنڈاپور، چیف کوآرڈینیٹر عوامی تحریک میجر (ر) محمد سعید، نائب ناظم اعلیٰ منہاج القرآن احمد نواز انجم نے خصوصی شرکت کی۔ کانفرنس میں انجمن طلبہ اسلام، ایم ایس ایف کیو، آئی ایس ایف کے رہنماؤں نے شرکت کی۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام مجید اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ طلبہ کانفرنس www.Minhaj.TV اور دیگر نجی ٹی وی چینلز کے ذریعے براہ راست نشر کی گئی۔ کانفرنس میں ایم ایس ایم کے مرکزی نائب صدر رانا تجمل حسین نے خطبہ استقبالیہ دیا، جبکہ ایم ایس ایم کے مرکزی صدر چودھری عرفان یوسف نے خطاب کرتے ہوئے کہا پاکستان کے نوجوان انقلاب اور ظلم کے نظام سے نجات چاہتے ہیں۔ مصطفوی

سٹوڈنٹس موومنٹ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں یکساں نظام تعلیم اور دہشتگردی کے خاتمے کی جدوجہد کو منطقی انجام تک پہنچائے گی۔ کنونشن سے مظہر علوی، رانا تجمل حسین، سعید عالم، گلشن ارشاد، گلگت بلتستان سے عبید انقلابی، سندھ سے طاہر خان، KPK سے مصباح نور، کشمیر سے عنصر بشیر لون، بلوچستان سے اصغر علی شاہ، شمالی پنجاب سے ضیاء الرحمان، جنوبی پنجاب سے عتیق انقلابی، عاصم انقلابی نے خطاب کیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قومی طلبہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کی راہ میں رکاوٹ ڈال کر حکمران کیا پھر اسلام آباد کا محاصرہ چاہتے ہیں، نوجوانوں کو ہمیشہ پر امن رہنے کی تعلیم دی ورنہ سانحہ کے قاتلوں کے اب تک ٹکڑے ہو چکے ہوتے، سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر آرمی چیف کے دباؤ پر درج ہوئی مگر انصاف ملنا دور کی بات شہداء کے ورثاء کو ملزمان بنا دیا گیا۔ ملک سے قانونی، سیاسی، معاشی، نظریاتی دہشتگردی کے خاتمے تک مسلح دہشتگردی ختم نہیں ہو گی۔ حکمرانوں نے پنجاب کو دہشتگردی کا مرکز بنا دیا، سانحہ ماڈل ٹاؤن کا کیس فوجی عدالت میں چلایا جائے، فوجی عدالت کے انصاف پر یقین ہے، یہ کیسا نظام ہے جس میں طاقت ور گناہ کرنے پر جج کر لیتا ہے اور قتل کر کے جج کر لیتا ہے۔ قائداعظم نے کہا تھا طلبہ مستقبل کے معمار ہیں، کرپٹ حکمران اور ظالم نظام انہیں خودکش بمبار بنا رہا ہے، دہشت گردی کے خلاف جدوجہد روکی ہے نہ رکے گی، انقلاب کا یہ قافلہ منزل پر ضرور پہنچے گا۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ 25 ملین بچے سکول نہیں جاتے جبکہ قومی دولت میٹرو ٹرینوں پر اڑائی جا رہی ہے، فرنٹ مینوں کے ذریعے ملکی ادارے اور اثاثے پرائیوٹائزیشن کی آڑ میں لوٹے جا رہے ہیں۔ کیا تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے لاکھوں خاندان ان لوٹنے والوں کیلئے لٹے تھے۔ الیکشن کمیشن سے لے کر پولیس سمیت ہر ادارہ انتخابی سیاسی دہشتگردی میں شریک ہے، ایم این اے، ایم پی اے کی ایک سیٹ پر 30، 30 کروڑ روپے خرچ ہونگے تو پڑھے لکھے اور حق حلال کمانے اور کھانے والے سیاسی عمل کا حصہ کیسے بنیں گے؟۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا نوجوان طلبہ و طالبات کرپشن، دہشتگردی اور جہالت کے خلاف فیصلہ کن جدوجہد کا آغاز کریں، ضرب عضب کو کامیاب کرنے کیلئے ضرب قلم اور ضرب علم و امن ناگزیر ہے۔ انہوں نے اس موقع پر اعلان کیا کہ ضرب عضب کے بعد علم اور امن کی دو ضربوں کا اعلان کر رہا ہوں اور طلبہ و طالبات کو یہ پیغام ہے کہ وہ دہشتگردی اور انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے افواج پاکستان کا ساتھ دیں، آپریشن ضرب عضب کی کامیابی کیلئے دعا سب سے مقبول دعا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ حکمران اقتدار کیلئے تین صوبے بنوانے پر بھی تیار ہو جائیں گے یہ پنجاب کا نام پاکستان رکھ کر اسے قبول کر لیں گے۔ وزیراعظم کے ہر دورے پر وزیراعلیٰ پنجاب ہی ساتھ کیوں ہوتا ہے؟ یہ سرکاری دورے نہیں فیملی بزنس ٹور ہیں، انہوں نے اڑھائی سالوں میں جو کک بیکس لیں اب انہیں ٹھکانے لگاتے پھرتے ہیں۔ وزیراعظم کہتا ہے اڑھائی سال بعد بجلی آئے گی انہیں پتہ ہے کہ اڑھائی سال بعد وہ نہیں ہونگے۔

انہوں نے کہا کہ الیکشن سر پر آئے تو حکمرانوں کو یوتھ پالیسی یاد آ گئی۔ میڈیا اور نوجوان حکمرانوں سے پوچھیں یوتھ پالیسی کہاں ہے؟، لودھراں میں اڑھائی ارب کا پیکج دینے والے الیکشن ہارنے کے بعد پیکج سمیت غائب ہو گئے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے حکومت کی ایمنسٹی سکیم کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ حکومتیں بلیک منی کو روکتی ہیں جبکہ موجودہ حکمران لوٹ مار کی کمائی کو سفید کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ میں 114 نشستوں کے حقدار 35 فی صد نوجوان ووٹرز کو لیپ ٹاپ اور سولر لیمپ کے کھلونوں سے بہلایا جا رہا ہے۔ مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی کے قانون پر 5 سال گزرنے کے بعد بھی عمل نہیں ہوا جبکہ کالے دھن کو سفید کر کے معاشی دہشتگردوں کو مضبوط کرنے کا قانون لایا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ قومی دولت عیاشی کے منصوبوں پر اڑائی جا رہی ہے، حکمرانوں کے ذاتی اخراجات میں ہر سال اربوں کا اضافہ ہوتا ہے جبکہ تعلیم کی ترقی کیلئے خرچ کی جانے والی رقم 2 فیصد سے کم ہے۔ کمرشل منصوبے سبسڈی دے کر حکومت خود چلا رہی ہے جبکہ تعلیمی ادارے ٹھیکداروں کے حوالے کئے جا رہے ہیں۔ نا اہل حکمران اور ظالم نظام پڑھے لکھے نوجوانوں کو بندوق اٹھانے، ملک چھوڑنے یا خودکشیاں کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ 165 ارب روپے شہر لاہور کے ایک منصوبے پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اس شہر کی ڈیڑھ لاکھ بچیاں سکول نہیں جاتیں، نوجوانوں کے ٹیلنٹ کے دشمن حکمرانوں نے یوتھ پالیسی کو کوڑے دان میں پھینک دیا، کھیل، تعلیم اور ثقافت کے شعبوں کو رشوت، سفارش اور سازش کی بھینٹ چڑھا کر غریب مزدور کے بچے پر ترقی اور خوشحالی کے راستے بند کر دیئے گئے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تقریر کے دوران طلبہ نے گو نواز گو اور گو نظام گو کے فلک شگاف نعرے لگائے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کا 28 واں یوم تاسیس، سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کیلئے دعا

5 جنوری 2016ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ کا 28 واں یوم تاسیس مرکزی سیکرٹریٹ ماڈل ٹاؤن میں انتہائی جوش و خروش سے منایا گیا، کیک کاٹا گیا اور اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مرکزی صدر فرح ناز نے

QURAN READ PEN (Learn Quran In an Easy Way)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا ترجمہ عرفان القرآن اب قرآن ریڈ پین کی صورت میں موجود ہے

خصوصیات

10۔ تفسیر قرآن اردو آواز کے ساتھ

11۔ مسنون دعائیں اور اوراد و اذکار

12۔ حج و عمرہ کا گائیڈ

Available in 4GB & 8GB

ملنے کا پتہ: منہاج القرآن سیل سنٹر Contect No: 042-35168514

کہا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ تعلیم، امن اور مصطفوی نظام کے قیام کیلئے کوشاں ہے، ڈاکٹر محمد طاہرالقادری خواتین کے آئینی، سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق کی بازیابی چاہتے ہیں، منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان کو اسلامی اور فلاحی مملکت کے قالب میں ڈھالنے کی جدوجہد میں مصروف عمل ہے، عائشہ مبشر، راضیہ نوید، افنان بابر، انیلہ ڈوگر، عطیہ بنین، زینب ارشد اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ یوم تاسیس کی تقریب میں شہدائے ماڈل ٹاؤن اور شہیدہ تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضیٰ کیلئے دعا کی گئی۔ فرح ناز نے کہا کہ حواء کی بیٹیاں جان لیں موجودہ نظام ان کے بنیادی حقوق کا قاتل ہے، حکمرانوں کی نااہلیوں کا سب سے زیادہ خمیازہ خواتین بھگت رہی ہیں۔

فرح ناز نے کہا کہ بے تحاشہ قدرتی وسائل، باصلاحیت افرادی قوت اور کرشماتی نعمتوں کے باوجود ملک بھوکا، پیاسااوراندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ خواتین کو ترقی کے دھارے سے باہر رکھنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کے استحصال کے سب سے زیادہ واقعات موجودہ حکومت کے دور میں ہوئے ہیں اور ان میں سرفہرست صوبہ پنجاب ہے۔ فرح ناز نے کہا کہ 28 سال قبل لاہور سے شروع ہونی والی منہاج القرآن ویمن لیگ کی یہ تحریک آج خواتین کے حقوق کی سب سے بڑی اور موثر آواز بن چکی ہے، خواتین نے ملکر اس ملک کو بچانا ہے، ظالم حکمرانوں نے اس قوم کو خودکشیاں، بیروزگاری، لوڈشیڈنگ، دہشتگردی اور بربادی کے علاوہ کچھ نہیں دیا، پاکستانی خواتین اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے موجودہ ظالمانہ نظام اور قاتل حکمرانوں کے خلاف انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنا کردار ادا کریں۔

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں مرکزی نائب صدر تحریک منہاج القرآن کے PSO اور ڈپٹی ڈائریکٹر محترم محمد ایوب انصاری کے والد گرامی محترم محمد صادق صاحب سرگودھا میں قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے (انا اللہ وانا الیہ راجعون)۔ تحریک کے اعلیٰ سطحی وفد نے جنازے میں شرکت کی اور مرحوم کی بخشش و مغفرت کے لئے خصوصی دعا کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، مرکزی صدر تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، مرکزی امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، مرکزی نائب صدر تحریک محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان اور ناظم اعلیٰ تحریک محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ قائدین نے اس سانحہ پر نہایت گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی بخشش و مغفرت اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے خصوصی دعا کی۔ (ادارہ دختران اسلام)

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں پچاس ہزار برس

ہم رہبرِ دوراں، داعی اتحادِ امت، عہد ساز علمی و ادبی شخصیت اپنے محبوب قائد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

کو انکی کامیاب اور لازوال زندگی پر **مبارکباد** پیش کرتے ہیں

اور ان کے ہمراہ
اس مشن مصطفوی پر
گامزن رہنے کا عہد کرتے ہیں۔

منجانب: نیشنل ایگزیکٹو کونسل (NEC) (کویت)